لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خلافت راشدہ

حق چار یار

عربی دینی مدارس کے سنی شیعہ طلبہ

کا

اتحادی فتنہ!

مولفہ: مجاہد ملت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر خدام اہلسنت پاکستان

ناشر

خادم اہلسنت الاحقر محمد یعقوب ناظم مکتبہ عثمانیہ ہرنولی (میانوالی)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خلافت راشدہ

حق چار یار

عربی دینی مدارس کے سنی شیعہ طلبہ

کا

اتحادی فتنہ!

مولفہ: مجاہد ملت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر خدام اہل سنت پاکستان

ناشر

خادم اہلسنت الاحقر محمد یعقوب ناظم مکتبہ عثمانیہ ہرنولی (میانوالی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

ماہِ اپریل کے ہی گذشتہ ہفتہ میں ایک خط **ناظمِ اتحادِ طلباء** مدارسِ عربیہ لاہور کی طرف سے موصول ہوا جس میں ہمارے مدرسہ اظہار الاسلام کے طلباء کو بھی سُنّی شیعہ مدارس کے طلباء کی مُتحدہ تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی۔ اور اس میں یہ اطلاع بھی تھی کہ قریباً تین سو عربی مدارس کو چِٹھیاں ارسال کردی گئی ہیں نیز ایک وفد اس اِتّحاد کیلئے عنقریب دورہ کرنے والا ہے۔

چونکہ ہمارے نزدیک اس قسم کا سُنّی شیعہ اِتّحاد دینی مدارس کے طلباء کیلئے انجام کار بہت خطرناک ہے کیونکہ اب تک تو سبائیّت کے جراثیم سے اہلِ سُنّت کے دینی مدارس محفوظ رہے ہیں۔ اکابر علماءِ اہلِ سُنّت نے ہمیشہ فتنۂ رفض سے تحفظ کیلئے بڑی محنت کی ہے۔ متاخرین علماء میں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحؒ نے ازالۃ الخفاء[1] عن خلافۃ الخلفاء، حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی رحؒ نے تحفہ اثنا عشریّہ[2]

---

[1] ازالۃ الخفاء فارسی میں ہے جس کا ترجمہ امام اہلِ سُنّت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحؒ نے کیا ہے جو دو جلدوں میں شائع ہو چکا ہے [2] تحفہ اثنا عشریّہ بھی فارسی میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے۔ تحفہ اثنا عشریّہ کے متعلق حُجّۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحؒ بانی دار العلوم دیوبند اپنی مشہور تصنیف "ہدیۃ الشیعہ" میں لکھتے ہیں "اس بے سروسامان کے پاس اِس قسم کا سامان

اور حضرت مولانا حیدر علی صاحب تلمیذِ رشید شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے منتہی الکلام[1] اور ازالۃ العین جیسی ضخیم علمی تحقیقی کتابیں تصنیف کر کے مذہبِ اہلِ سُنّت اور مذہب اہلِ تشیّع کا بنیادی اور اصولی دینی فرق واضح کر دیا ہے۔ اور اُن کے بعد امامِ اہلِ سُنّت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو تنہا اپنی خداداد علمی ذکاوت اور مخلصانہ تحریری اور تقریری جدّ و جہد سے سبائیت کے سیلاب کے آگے مضبوط بند باندھ دیا ہے۔ دیوبندی مسلک کے علماء ہوں یا بریلوی کے ہمیشہ فتنۂ رفض سے سوادِ اعظم اہلِ سُنّت کو بچانے کی کوششیں کرتے چلے آرہے ہیں اور سُنّی علماء کی مساعیٔ جمیلہ کے نتیجہ میں عوام اہلِ سُنّت بھی سرورِ کائنات، محبوبِ خدا رحمۃ للعٰلمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ پر قائم رہے ہیں لیکن موجودہ دَور میں طبائع کی آزادی زیادہ بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے حدودِ شریعت کی پابندی کوہِ گراں نظر آتی ہے۔ دائرۂ شریعت و سُنّت سے تجاوز کیلئے تنقید و تحقیق کا سہارا لیا جاتا ہے، حتیٰ کہ انکارِ سُنّت و حدیث کیلئے پرویزیت و چکڑالویت اور خلفائے راشدینؓ اور اصحابِ کاملین کی شرعی عظمتوں سے انحراف

بقیہ ص۳ کچھ نہ تھا پر ایک تحفہ "اثنا عشریہ" تھا اور جب تحفہ تھا تو جاننے والے جانتے ہیں کہ سب کچھ تھا، موافق مصرعہ مشہورہ "کافی ہے تسلی کو تری ایک نظر بھی" اور کتابیں نہ سہی ایک تحفہ ہی بہت ہے کیونکہ مؤلفِ تحفہ حجۃ اللہ فی العٰلمین، خاتم المحدثین والمفسرین، عمدۃ المتکلمین، زبدۃ المناظرین، مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے نام کے سُنّی تو دیوانے ہیں پر علمائے شیعہ بھی جاہلوں کو میں نہیں کہتا، اُن کے تبحرِ تحقیق کو بہ نسبت دونوں مذہبوں کے اپنے دل میں تو خوب جانتے ہیں زبان سے کہیں یا نہ کہیں" (ص۴)

حاشیہ ص۴ ہذا [1] یہ دونو کتابیں بھی فارسی میں ہیں اور بڑے محققانہ مباحث پر مشتمل ہیں۔

کے لئے حقیقتِ دین سے ناواقف لوگ (خواہ وُہ دنیوی مُروّجہ علوم و فنون میں کتنی ہی مہارت حاصل کر لیں اور سیاسی سٹیج کی ہنگامہ آرائیوں کی وجہ سے وُہ زعمائے ملّت کی فہرست میں شمار ہو جائیں) اسلام اور قرآن کے نام پر مودودیت اور عبّاسیت کا نیا رستہ اختیار کر لیتے ہیں، حالانکہ مودودیت (یعنی ابوالاعلیٰ مودودی بانیٔ جماعتِ اسلامی کے افکار و نظریات) میں شیعیت کے اثرات ہیں اور عبّاسیت (یعنی محمود احمد عبّاسی[1] مصنفِ خلافتِ معاویہؓ و یزید کے خیالات و افکار) میں خارجیت کے آثار پائے جاتے ہیں اور علمائے اہلِ تحقیق جانتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد[2] مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کے تحت صرف اہلِ سُنّت ہی ناجی فرقہ ہیں ان کے علاوہ رافضی اور خارجی

---

[1] حتیٰ کہ عباسی کی تصانیف سے متاثر ہو کر بعض لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے بھی منکر ہو گئے ہیں اور یزید کے مقابلہ میں حضرت حسینؓ کی تنقیص و توہین کرنے سے بھی اجتناب نہیں کرتے۔ جن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے جوانوں کا سردار فرمایا ہے اور جن کے فضائل کثیرہ اہلِ سُنّت کی صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفترق اُمّتی علیٰ ثلث و سبعین ملّۃ کلّھم فی النار الّا ملّۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ؟ قال ما انا علیہ و اصحابی (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) عبد اللہ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، جن میں سے سوائے ایک فرقہ کے باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ وُہ کون لوگ ہوں گے؟ تو ارشاد فرمایا کہ جو لوگ میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پہ ہوں گے! اس حدیث کی شرح میں امام ربّانی حضرت مجدد الفِ ثانیؒ فرماتے ہیں: و ذکرِ اصحاب باوجود کفایت بذکرِ صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ دریں موطن برائے آں تواند بود کہ تا بدانند کہ طریقِ من ہماں

وغیرہ ان ۷۲ ناری فرقوں میں سے ہیں جو جہنم کے راستے پر چلنے والے ہوں گے، ماشاء اللہ افراط و تفریط سے پاک، اعتدال کا راستہ صرف اہل السُنّۃ والجماعۃ کا ہے جس پر اُمّت کی عظیم اکثریت الحمدللہ اصولی طور پر آج تک گامزن ہے۔

اہلِ سُنّت کے دینی مدارس کا اصل مقصد ہی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ کی تعلیم و تدریس ہے، قرآنِ حکیم کا علم و عمل مُعلّمِ قرآن نبیِ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث و سُنّت سے ہی مل سکتا ہے اور رسالتِ محمدیہ کے عینی گواہ اور سُنّت و حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی (جو مابعد والوں کی جرح و تنقید سے بالا ہیں) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہی ہیں۔ جن لوگوں نے براہِ راست محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہیں کیا اور جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت

بقیہ ص ۵ طریقِ اصحاب است و طریقِ نجات منوط باتباعِ طریقِ ایشان است و شک نیست کہ فرقۂ ملتزم اتباعِ اصحابِ پیغمبر آں سرور علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات اہلِ سُنّت و جماعت اند شکر اللہ سعیہم فہم الفرقۃ الناجیۃ چہ طاعنانِ اصحابِ پیغمبر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات خود از اتباعِ ایشاں محروم اند و طعن کردن در اصحاب فی الحقیقۃ طعن کردن است در پیغمبر علیہ و علیہم الصلوات والتحیات۔ ما اٰمن بالرسول من لم یوقر اصحابہ (مکتوباتِ مجددِ الفِ ثانی جلدِ اول م ۳ ص ۱۰۵) یعنی اس مقام پر باوجودیکہ خود صاحبِ شریعت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کافی تھا، صحابہ کرامؓ کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ تا لوگ جان لیں کہ میرا طریقہ وہی ہے جو میرے صحابہؓ کا طریقہ ہے اور راہِ نجات فقط اُن کے طریقہ کی پیروی سے وابستہ ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ جو فرقہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو لازم قرار دیتا ہے وُہ اہل السُنّت والجماعۃ ہی ہیں۔ اللہ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے یہی فرقہ ناجیہ ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم کے اصحاب پر طعن کرنے والے خود ان کی اتباع سے محروم ہیں۔

سے فیض نہیں پا سکے، وُہ صحابہ کرام پر کُلّی اعتماد کر کے ہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت کے جلووں، حضورؐ کے اقوال و اعمال، اور حضورؐ کی محبوب اداؤں کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ بنا سکتے ہیں۔ اگر اصحابِ رسولؐ کی مقدس جماعت کا اعتماد درمیان میں سے اٹھ جائے تو مابعد والی اُمّت کا عملی و علمی تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع ہو جاتا ہے۔

اس بنا پر اکابرِ اہلِسنت والجماعت کے نزدیک صحابہ کرامؓ معیارِ حق ہیں جن کی اتباع سے حق ملتا ہے اور جن کی مخالفت سے باطل کی راہیں کھلتی ہیں، اگر سُنّی طلباء دورانِ تدریس خلافتِ راشدہ کی حقانیت صحابہ کرامؓ کا معیارِ حق ہونا وغیرہ مسائل دلائل و براہین سے حل کر لیں تو علومِ متداولہ سے فراغت کے بعد وُہ عامۃ المسلمین کو مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ کی شاہراہِ جنّت دکھا سکتے ہیں۔

شاہانِ مُغلیہ

علمائے کرام تو امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ اور تبلیغ و تحفظِ دین میں ان کی ذمہ داری سب سے زیادہ ہے۔ شاہانِ مُغلیہ کے دورِ زوال میں اورنگ زیب عالمگیرؒ (جو ایک عالِم، ولی اور غازی تاجدار تھا) کے علاوہ بھی ہم کو سلاطینِ مُغلیہ کے شاہی سکّوں سے خلافتِ راشدہ کی حقانیت کے نشان ملتے ہیں:

(۱) ایک پرانا سکّہ ایسا دستیاب ہوا ہے جس کی ایک جانب جہانگیر بادشاہ غازی کے الفاظ کندہ ہیں اور دوسری جانب درمیان میں کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور چاروں طرف خلفائے اربعہ (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین) کے نام مبارک لکھے ہوئے ہیں۔

(۲) ایک دوسرے سکّے پر بھی ایک طرف ہی طرح کلمۂ طیبہ اور چاروں گوشوں پر حضرات چار یار کے نام کندہ ہیں اور دوسری طرف جلال الدین اکبر غازی بادشاہ کے الفاظ درمیان میں لکھے

ہوئے ہیں۔ اندازہ فرمائیں کہ اکبر بادشاہ بھی باوجود دوسری کمزوریوں کے مذہب اہلِ سُنّت کے مطابق خلافت راشدہ کے عقیدہ کا محافظ تھا۔ درمیان ہیں کلمۂ اسلام اور اردگرد چار یار کے نام اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ چار خلفائے عظام کلمۂ اسلام کے خصوصی محافظ ہیں جن کو حق تعالیٰ نے امتیازی طور پر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا منصب عطا فرمایا ہے۔ لیکن افسوس آج دینی مدارس کے طلباء کو بھی تحفظِ ناموسِ صحابہؓ کی طرف کم توجہ ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ اور اسی ذہن کی یہی وُہ کمزوری ہے جو شیعیت اور سبائیت کے ساتھ بھی اتحاد کی دعوت دے رہی ہے۔ اِس پُرفتن دَور میں اتحاد اتحاد کا نعرہ بلند ہے جس کی وجہ سے اتحاد کی مخالفت کرنے والا ہدفِ طعن بنایا جاتا ہے لیکن قابلِ فکر امر یہ ہے کہ کیا شہد اور زہر کا، مرض اور صحت کا، اور حُبّ اور بُغض کا اتحاد بھی کار گر ہوسکتا ہے؟ جس طرح سیلاب کی روک تھام کیلئے سیلاب میں ڈبونے والوں کو اور آگ سے بچاؤ کیلئے آگ میں جھونکنے والوں کو شریکِ کار اور معاون نہیں بنایا جاسکتا اسی طرح منکرینِ سُنّت اور منکرینِ صحابہؓ کو بھی ان خالص دینی مدارس کی تنظیم و اتحاد میں شریکِ کار نہیں بنایا جانا چاہیئے جو کہ سُنّت اور صحابہؓ کے شرعی مقام کی تعلیم و حفاظت کے لئے قائم کئے گئے ہیں اور معمولی مشکلات و موانع کو اضطراری صورتوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جن میں بقدرِ ضرورت حرام کا استعمال مُباح ہوجاتا ہے۔ طلباء کیلئے سفری سہولتیں حاصل کرنا اتنی اہمیت نہیں رکھتا کہ اس کی وجہ سے اہلِ سُنّت کے دینی مدارس کو ایک نئے ابتلاء میں ڈال دیا جائے اور ایسا کرنے سے سُنّیت اور شیعیت کی امتیازی حدود ہی ختم ہوجائیں گی۔ اگر تنظیم و اتحاد کی بُنیاد صرف طلباء کی برادری کو بنایا جائے قطع نظر بُنیادی عقائد کے تو پھر اس متحدہ تنظیم میں مرزائی طلباء کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے اور

عیسائی طلباء کو بھی، کیونکہ ان کے بھی اپنے اپنے مذہبی ادارے قائم ہیں، آخر یہ سلسلہ کہاں تک جائیگا؟ دینی مدارسِ عربیہ کو سرکاری کالجوں اور سکولوں پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا مقصد محض دُنیوی مال و جاہ کا حصُول ہوتا ہے۔ اور دینی مدارس کا مقصد قیامِ تحفظِ دینِ حق ہے جس کے لئے بسا اوقات مال و جاہ کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ ہم سب اہل السنۃ والجماعۃ اگر حسبِ ذیل ارشادِ نبویؐ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیں تو بہ نصرتِ خداوندی مذہب اہلِ سنت محفوظ و مستحکم ہوجائے اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ، مَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ سے ڈرتے رہنا، اُن کو میرے بعد ملامت کا نشانہ نہ بنانا، جو اُن سے محبت کرے گا وُہ میری محبّت کی وجہ سے ہی کرے گا اور جو اُن سے بُغض رکھے گا وُہ میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ہی اُن سے بُغض رکھے گا۔

بندہ کی یہ گذارشات محض تحفظِ مذہب اہلِ سُنّت اور خدمتِ اہلِ سُنّت کے جذبہ پر مبنی ہیں، اس ٹریکٹ کی اشاعت میں کسی پارٹی بازی اور تعصّب سازی کا دخل نہیں ہے ناظمِ اتحادِ طلبۂ مدارس دینیّہ عربیّہ لاہور کے خط کے جواب میں جو خط یہاں سے اِرسال کیا گیا تھا وُہ بھی شائع کیا جارہا ہے اور آخر میں شیعہ عقائد و نظریّات پر ایک نظر کے عنوان کے تحت بھی ضروری بحث لکھ دی گئی ہے۔ تاکہ ناواقف اہلِ سُنّت پر شیعہ مذہب کی حقیقت واضح ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ تمام ملّتِ اسلامیّہ کو حضورؐ رحمۃ للعٰلمین خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ طیّبہ اور حضور کی جماعت

مُقدّسہ (جو اصحابؓ واہلِ بیتؓ سب پر مشتمل ہے) کی محبت اور اتباع اور راہِ حق پر ثبات و استقامت ہمیشہ نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبیّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

خادمِ اہلِ سُنّت

الاحقر مظہر حسین غُفرلہٗ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم

نقل جوابی مکتوب

بخدمت ناظم صاحب

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی: آپ کا خط مدرسہ اظہار الاسلام کے طلباءٗ کے نام موصول ہوا جس میں آپ نے یہ اطلاع دی ہے کہ بتاریخ ۱۳ اپریل جامعہ مدنیہ لاہور میں مختلف مکاتیبِ فکر کے عربی مدارس کے طلباء کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا، جس میں بریلوی، اہلِ تشیّع، اہلِ حدیث، اور دیوبندی مدارس کے نمائندے شامل ہوئے اور اس اجلاس میں "اتحادِ طلبہٗ مدارسِ دینیّہ عربیّۃ" کے نام سے ایک تنظیم بھی قائم کر دی گئی، اور سرِ دست اس اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ جس طرح اسکولوں اور کالجوں کے طلباء کو سفری مراعات دی گئی ہیں۔ اسی طرح دینی مدارس کو بھی دی جائیں۔

آپ نے ہمارے مدرسہ کے طلباء کی بھی اپنی فہرست بھیجنے کے لئے کہا ہے اور یہ کہ آپ کا ایک وفد صوبہ میں اس مقصد کے لئے دُورہ کرنے والا ہے" لیکن ہم اس اتحاد کے خلاف ہیں جس میں شیعہ مدارس کے طلباء بھی شامل ہوں کیوں کہ

(۱) سُنّی اور شیعہ کا اختلاف صرف مکاتبِ فکر کا فروعی اختلاف نہیں۔ بلکہ یہ ایک بنیادی دینی اختلاف ہے۔ معلوم نہیں آپ خود سنّی ہیں یا شیعہ یا نہ سُنّی اور نہ شیعہ، کیونکہ آپ نے مختلف مکاتبِ فکر کی تفصیل میں سُنّی یا اہلِ سُنّت کا نام نہیں لکھا صرف دیوبندی اور بریلوی کے نام لکھے ہیں حالانکہ دیوبندی اور بریلوی کی نسبتیں دیوبند اور بریلی کے دینی مدارس کی بنا پر ہیں جو مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے دو مختلف

مکتبِ فکر ہیں۔ آپ کو شیعوں کے مقابلہ میں اہلِ سُنّت کا نام لکھنا چاہیئے تھا جس کو آپ نے ناواقفیّت وغیرہ کی بناء پر بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔

(۲) سُنّی مدارسِ دینیّہ اور شیعہ مدارِس کے طلبہ کے عدمِ اِتّحاد کی وجوہ حسبِ ذیل ہیں :-

ا۔ شیعہ مذہب کی بُنیاد عقیدۂ امامت پر ہے اور منصبِ امامت اُن کے نزدیک منصبِ نبوّت سے افضل ہے۔ اسی لئے وہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے لے کر امامِ غائب حضرت مہدی تک بارہ اماموں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ وغیرہ انبیائے سابقین علیہم السلام سے افضل مانتے ہیں۔ اور اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیائے سابقین کو اُس وقت نبوّت نہیں ملی۔ جب تک کہ انہوں نے ان ائمہ کی امامت کا اقرار نہیں کیا۔

(ب) وُہ ان ائمہ کو بھی مثلِ انبیاء علیہم السلام معصوم مانتے ہیں، ان کیلئے حلال و حرام کرنے کا اختیار مانتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو اصولِ کافی وغیرہ)

(ج) عقیدۂ امامت کی بناء پر وُہ حضرت علی المرتضیٰؓ کو امامِ اوّل اور خلیفۂ بلافصل مانتے ہیں اور اسی وجہ سے وُہ خلفائے ثلٰثہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کو ظالم اور غاصب کہتے ہیں۔ حالانکہ اہلِ سُنّت کے نزدیک یہ برحق خلفاء ہیں۔

(د) شیعوں کے نزدیک رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے چند صحابہ کے باقی سب اصحابؓ العیاذ باللہ مُرتد ہو گئے تھے۔ حالانکہ اہلِ سُنّت کے نزدیک حضور رحمۃ للعٰلمین، خاتم النبیین، صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس

ہزار اصحابؓ مہاجرین و اصحاب انصار وغیرہم سب جنتی ہیں اور ان سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی سند مِل چکی ہے۔

(ھ) اہلِ سُنّت کے نزدیک رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن اب تک محفوظ ہے۔ اور حسبِ فرمانِ خداوندی قیامت تک محفوظ رہیگا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ لیکن شیعہ قرآن کو محفوظ نہیں مانتے اور اس میں تحریف کے قائل ہیں۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اِس میں تحریف کر دی گئی ہے۔ چنانچہ شیعہ تراجمِ قرآن جو آج کل شائع ہوئے ہیں ان میں اقوالِ تحریف ائمہ کرام کی طرف منسوب کر دئے گئے ہیں۔ چنانچہ مشہور شیعہ مفسّر مولوی مقبول احمد دہلوی کے ترجمۂ قرآن کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ آیت وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ؛ میں اَذِلَّۃٌ کا لفظ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ اَنْتُمْ ضُعَفَآءُ نازل ہُوا تھا۔ اور کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں اُمَّۃٍ کا لفظ صحیح نہیں بلکہ اس جگہ اَئِمَّۃٍ نازل ہُوا تھا وغیرہ (ملاحظہ ہو ترجمۂ مقبول مطبوعہ افتخار بکڈپو کرشن نگر لاہو)

(د) خلفائے ثلٰثہ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ ذوالنورین، اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے متعلّق شیعہ علماء تصریح کرتے ہیں کہ یہ حضرات العیاذ باللہ مؤمن ہی نہیں تھے، چنانچہ ایک شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو مقیم سرگودھا، (سابق پرنسپل شیعہ دارالعلوم محمدیّہ سرگودھا) نے اپنی کتاب تجلّیاتِ صداقت بجوابِ آفتابِ ہدایت میں واضح کر دیا ہے کہ

ا۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادرانِ اسلامی میں اس سلسلہ میں جو کچھ نزاع ہے وُہ صرف اصحابِ ثلاثہ کے بارہ میں ہے، اہلِ سُنّت اُن کو بعد از

نبیؐ تمام اصحاب و امّت سے افضل جانتے ہیں اور ہم اُن کو دولتِ ایمان و ایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں (تجلّیاتِ صداقت ص ۲۰۱)

(۲) جناب امیر (یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ) خلافتِ ثلٰثہ کو غاصبانہ و جائرانہ اور خلفائے ثلٰثہ کو گنہگار، کذّاب، غدّار، خیانت کار، ظالم و غاصِب اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ خلافتِ نبویّہ کا حقدار سمجھتے تھے (تجلّیات صداقت ص ۲۰۶)

(۳) خلفائے ثلٰثہ کی فتوحات نے اِسلام کو بدنام کیا (" ص ۹۵)

(۴) کُتُب سُنّیّہ سے ثابت ہے کہ جناب عمرؓ ایسے کمزور اور بُزدِل تھے کہ اپنا دفاع ہی نہیں کر سکتے تھے (تجلّیات صداقت ص ۱۶۴)

(۵) مگر افسوس ہے صرف اہلِ سُنّت ہی احسان فراموش نہیں بلکہ خود عُمرؓ اس قدر مُحسن کُش اور احسان فراموش واقع ہُوا تھا کہ جس محسنِ اعظم کے طفیل یہ سب کچھ عزّ و وقار اور جبروت و اقتدار حاصل ہُوا تھا، اسی کی لاڈلی بیٹی کا گھر جلانے کے لئے دروازے پر آگ و لکڑیاں جمع کیں اور گستاخانہ کلام کیا اور اُسی محسنِ اعظم کی ذرّیت کا حقِ خمس ضبط کیا (الفاروق) پہلوئے فاطمہؓ پر دروازہ گرایا جس سے شہزادہ محسن کی شہادت واقع ہیں (تجلّیاتِ صداقت ص ۱۴۴)

حاشیہ ص ۱۳ برادرانِ اسلامی کے الفاظ سے شبہ نہ ہو کہ وُہ اہلِ سُنّت کو مؤمن مانتے ہیں کیونکہ ڈھکو صاحب نے خود اُس کی وضاحت کر دی ہے کہ "باقی رہا یہ کہنا کہ اس جنگ کے شاملین کو مؤمنین کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے تو ابھی اُوپر آیۃ ۱۵ کے جواب میں بالتفصیل واضح کیا جا چکا ہے۔ کہ ایمان کے ایک عمومی معنی ظاہری اقرارِ لسانی کے بھی ہیں۔ اور اس اعتبار سے منافقین کو مسلمین و مؤمنین کہا جا سکتا ہے۔ (تجلّیاتِ صداقت ص ۹۲)

(۶) اور جہاں تک جمعِ قرآن اور اس امت تک پہنچانے کا تعلق ہے ہم پہلے باب میں ثابت کر آئے ہیں کہ خود کتب اہلِ سُنّت سے ثابت ہے کہ خود نبیؐ و علیؓ نے قرآن بمطابق تنزیلِ الرحمٰن جمع کیا تھا مگر ثلٰثہ کی کرم نوازی سے اُمّتِ مرحومہ اس کے دیدار سے آج تک محروم ہے۔ اور نہ معلوم کب تک محروم رہے گی (" ص ۲۰۹)

(۷) ہماری چیخ و پکار خلافت کا قبضہ و دخل لینے کیلئے نہیں بلکہ یہ بتانے کے لئے ہے کہ آپ کے اصحابِ ثلٰثہ کا یہ قبضہ غاصبانہ و جائرانہ تھا تاکہ ابنائے قوم و ملت کو اس ضلالت و گمراہی سے بچایا جا سکے (" ص ۲۱۵)

(۸) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہی مصنّف لکھتا ہے کہ: "باقی رہا مؤلّف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہیں، ہم نے ان کی ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے۔ مگر اس سے اُن کا مؤمنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور ہے اور مؤمنہ ہونا اور ہے (" ص ۴۲۵)

نوٹ: یہ کتاب تجلّیاتِ صداقت گذشتہ سال ۱۹۷۴ء میں انجمن حیدری چکوال نے شائع کی ہے۔ اور اس پر شیعوں کو بڑا ناز ہے۔ چنانچہ عرضِ ناشر کے تحت لکھا ہے کہ "(صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام و المسلمین، سرکارِ علّامہ الحاج الشیخ محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ العالی جو کہ سب سے زیادہ اتحادِ اسلامی کے علمبردار ہیں) کی خدمت میں جواب لکھنے کی

سلہ ماشاء اللہ مجتہد موصوف کا مطلوبہ اتحادِ اسلامی اب سنّی شیعہ اتحاد اس دینیّہ کی صورت میں ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ ہیں وہ علمبردار اتحادِ اسلامی جن کے نزدیک حضرات اصحابِ ثلٰثہ اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی مؤمن ہی نہیں ہیں، اب دیکھئے مدہوش سنّی علماء

درخواست پیش کی ، مقامِ شکر ہے کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اِس کتاب کا دندان شکن جواب باصواب لکھ کر پوری مِلّت جعفریّہ کا سرِافتخار بلند کر دیا جس پر آنے والی نسلیں بھی فخر کرتی رہیں گی۔

شیعوں کا کلمہ اسلام

"دینیات" حصّہ اوّل مصنّفہ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی (شیعہ) ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی۔ میں "کلمہ اسلام" کے عنوان کے تحت یہ کلمہ لکھا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰهِ

اور ولی اللہ کا مطلب اس میں یہ لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے امام ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلا امام ماننا ضروری ہے۔

فرمائیے اگر آپ سُنّی ہیں تو آپ تو مندرجہ کلمہ نہ پڑھنے کی وجہ سے غیر مسلم ہیں تو پھر یہ اتّحاد کس کلمہ اور کس دین کی بنیاد پر ہے۔

بقیہ حاشیہ ص۱۵ اس اتّحاد اسلامی کی دعوت کو کس طرح قبول فرماتے ہیں (خادم اہلِ سنت غفرلہٗ)

۵ کتاب تجلّیاتِ صداقت کا مختصر جواب ہم نے اپنی ضخیم کتاب "بشارت الدارین" کے آخر میں بنام "ماتمی مجتہد محمد حسین ڈھکو کی کتاب "تجلّیاتِ صداقت پر ایک اجمالی نظر" شائع کر دیا ہے جو علیٰحدہ بھی شائع ہو رہا ہے۔

شیعہ رسائل و اخبارات

شیعہ رسائل و اخبارات بھی اپنے مذہب کی کُھلّم کُھلّا اشاعت کر رہے ہیں، لیکن اِس کے برعکس اگر کوئی سُنّی اپنے مذہب کی اشاعت کی ضرورت پر زور دیتا ہے تو اُن کے لئے یہ امر قابلِ برداشت نہیں رہتا۔ اور اس کی تردید کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہفت روزہ "چٹان"[۱] لاہور ۱۷ مارچ ۱۹۷۵ء میں ایک مضمون بعنوانِ "قومی ذہن کی تعمیر" شائع ہوا ہے جس میں مقالہ نگار نے سُنّی ذہن کی

---

[۱] ہفت روزہ "چٹان" کے اس مضمون کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں: سیاسی پلیٹ فارم پر اسلام کا نام لینے کا رواج اب بھی ہے اور پاکستان بنانے کیلئے بھی اسی نام سے کام لیا گیا تھا مگر ہمارے سیاسی قائدین ایسے اِسلام کی حمایت و نصرت کا دَم بھرتے ہیں جس کا دُنیا میں کوئی وجود نہیں کیا آپ کسی ایسے انسان کا تصور کر سکتے ہیں جو نہ گورا ہو نہ کالا نہ لمبا نہ ٹھگنا نہ دُبلا نہ موٹا غرض ہر تشخص اور تعیّن سے آزاد ہو؟ اگر ایسے انسان کا دُنیا میں وجود نہیں تو ایسے اِسلام کا وجود کیسے ہو سکتا ہے جو سُنّیت، شیعیت، قادیانیت وغیرہ ہر تشریح سے ماوراء اور آزاد ہو۔ سیکولرازم کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سیاسی ادارہ بیدین اور دُشمنِ دین ہو بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ بحیثیت ادارہ اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، نہ وُہ کسی مذہب کی حمایت یا مخالفت کرتا ہے اس میں شامل ہونے والے افراد جو مذہب بھی رکھیں ادارے کو بحیثیت ادارہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا یہی طرزِ عمل ہمارے سیاسی ادارہ کا ہے۔ سُنّی لیڈروں نے اِسلام کی کوئی ایسی تعریف معلوم کر لی ہے جو ہر قید سے آزاد اور سیکولر ہے وہ اِسی اِسلام کی حمایت و نُصرت کا دَم بھرتے ہیں حقیقی اِسلام جس کا نام دینِ اہلِ سُنّت ہے سیاست میں کبھی اُن کا موضوعِ سخن نہیں بنتا۔

کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ مدیرؔ "چٹان" عموماً سُنّی شیعہ اتحاد کی دعوت دیتے رہتے ہیں اور یہ مضمون بھی مدیر چٹان یعنی مشہور شاعر لیڈر اور صحافی آغا شورش کاشمیری کا اپنا لکھا ہوا نہیں ہے لیکن اس میں چونکہ مذہبِ اہلِ سُنّت

بقیہ صفحہ ۱۶ اسی طرز فکر کا نام "سیکولر ذہن" ہے جب کہ ہماری فلاح کیلئے سُنّی ذہن کی ضرورت ہے ہم سُنّی ہیں اور ہم اس ذہن کو اسلام کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن میں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبیؐ و رسولؐ کی سُنّت سے معلوم ہوتا ہے اور سُنّت وہ ہے جو صحابۂ کرامؓ کے ذریعے سے ہم تک پہنچی اور جس کا عملی نمونہ مقبولانِ بارگاہ الٰہی کی یہی اوّلین اور افضل ترین جماعت تھی اسی اسلام کا دوسرا نام مذہب اہل السنۃ والجماعۃ ہے جو اسلام صحابۂ کرامؓ پر بے اعتمادی پر مبنی ہو یا جو کتاب و سُنّت میں کسی دوسری کتاب یا کسی دوسرے کی سُنّت کا ضمیمہ لگانے کی تعلیم دے اسے ہم حقیقی اسلام نہیں سمجھتے۔ ہمارے سیاسی قائدین سُنّت اور سُنّی کا لفظ بھی اپنی زبان پر لانا ممنوع سمجھتے ہیں۔ ان میں سے گنے چنے کبھی کبھار قادیانیوں کے بارے میں کچھ کہہ کر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جس اسلام کے غلبہ کا نعرہ بلند کر رہے ہیں اس میں قادیانیت کے لئے گنجائش نہیں مگر سُنّی کا لفظ کبھی بھولے سے بھی ان کی زبان پر نہیں آتا اور شیعوں سے مغایرت کا کوئی پہلو اُن کے کسی قول و اقدام سیاسی میں نہیں نکلتا گویا وہ جس اسلام کی نصرت کے دعویدار ہیں وہ شیعیت کے اعتبار سے سیکولر ہی رہتا ہے۔ ہمارا سیاسی کارواں شروع سے اسی راہ پر گامزن ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستانی سیاست ستر فی صد شیعی، بیس فی صد قادیانی، دس فی صد سیکولر سیاست رہی اور آج بھی یہی تناسب قائم ہے۔ سُنّی سیاست کا اس میں کوئی جزو نہیں، یہ دس فی صد سیکولر بھی درحقیقت اول الذکر دونو سیاستوں کی خادم و معاون ہے۔ اور اہلِ سُنّت کے لئے صرف نعرۂ اتحادِ اسلامی کی افیون مہیا کرتی ہے۔ سیاسی قیادت کے اسی طرزِ عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ اجتماعی سُنّی ذہن وجود

کی حمایت کی گئی ہے اور اصحاب رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کے شرعی بلند مقام کی اہمیت واضح کی گئی ہے، اس پر شیعہ اخبارات نے اس کے خلاف لکھنا شروع کر دیا ہے، چنانچہ شیعوں کے ہفت روزہ "اَسَد" لاہور مجریہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۵ء کے اداریہ میں بعنوان "شورش کا بے ہنگم شور و شر" لکھا ہے کہ ہم مدیر محترم چٹان کے مندرجہ بالا خیالات کا تجزیہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں

(۱) انہوں نے فرمایا ہے کہ حقیقی اسلام وہی ہے جو سُنّتِ رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ مدیر چٹان نے اہلِ بیتِ رسولؐ کو قطعاً نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ کسی تحریک یا پیغام کو بانیِ تحریک کے گھر والے جس حُسن و خوبی سے پیش کر سکتے ہیں وہ کوئی غیر پیش نہیں کر سکتا پھر[1]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸ وجود میں نہ آسکا بلکہ انفرادی ذہن میں بھی بالیدگی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ اور اب تو یہ حال ہے کہ عوام تو عوام خواص میں بھی ایسے لوگوں کی تعداد بہت قلیل رہ گئی ہے جن میں اپنے مذہبِ اہلِ سُنّت کیلئے محبت کا جذبہ باقی ہو یا جو اپنی انفرادی زندگی میں بھی سُنّی ذہن سے سوچتے ہیں۔ (ہفت روزہ "چٹان" ۱۷ مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ ۳۲)

نوٹ: مضمون نگار نے تو سیاسی اسٹیج اور سیاسی لیڈروں کے سُنّی ذہن کے فقدان کی زیادہ شکایت کی ہے لیکن سُنّی شیعہ اتحاد مدارس کے نئے سلسلہ سے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ نعرۂ اتحادِ اسلامی کی جو افیون سیاسی میدان میں تقسیم کی گئی ہے وہ اب اہلِ سُنّت کے خالص علمی اور دینی مدارس میں بھی تقسیم کی جا رہی ہے کہ اس کے نتیجہ میں العیاذ باللہ سُنّی اور شیعہ کا تفرقہ بھی مٹ جائے اور اسلام بالکل بے نشان رہ جائے۔ (خادمِ اہلِ سُنّت الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ)

حاشیہ صفحہ ہٰذا [1] یہ نظریہ بھی غلط ہے کہ بانیٔ تحریک کے گھر والے ہی اس تحریک کو زیادہ بہتر طریق پر پیش کر سکتے ہیں کیونکہ (۱) استعدادیں اور ہمتیں جدا جدا ہوتی ہیں، اسلام اللہ کا دین ہے جو تمام انسانوں

اہلِ بیتِ رسولؐ معصوم تھے اور معصوم کے اقوال و کردار پر کسی غیر معصوم کے قول و فعل کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ محترم مدیر "چٹان" کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ حقیقی اسلام اور سُنّتِ نبوی وُہی ہے جو ائمۂ معصومین علیہم السلام کے ذریعہ ہم تک پہنچی۔ مدیر "چٹان" کو اپنے اِس نظریہ

بقیہ حاشیہ صلا ۱۹ کیلئے ہے۔ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا گورا خوبصورت سگا چچا ابوطالب ایمان سے ہی محروم رہ کر کفر پہ مرگیا جس کی نشان دہی خود قرآن مجید نے سورۂ تَبَّتۡ میں فرمادی اور برعکس اس کے سیاہ رنگ والا بلالِ حبشیؓ جو نسبی قرابت بھی نہ رکھتا تھا جنّت اور رضاءِ خداوندی کا انعام لے گیا (۲) مکّی زندگی میں تو حضورؐ کے پروردہ عزیز صرف علی المرتضیٰؓ تھے جو اسلام لانے کے وقت ۹/۱ سال کے بچے تھے تو اس وقت اللہ کے دینِ اسلام کی تبلیغ کس نے کی؟ اور تحریکِ رسالتِ محمدیہؐ کو کن اکابرِ صحابہؓ (حضرت ابوبکرؓ وغیرہ) نے سہارا دیا؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اِس تحریک کو کس نے اقوامِ عالم میں پھیلایا؟ اور کس نے قیصر و کسریٰ کی صدیوں کی مستحکم سلطنتوں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا؟ اور ارشادِ خداوندی لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کا مصداق کونسی مقدس جماعت ثابت ہوئی؟ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ گو جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں لیکن بچپن کی وجہ سے عہدِ رسالت میں نہ وُہ تبلیغی میدان میں قدم رکھ سکے، اور نہ ہی وہ کفّار کے طاغوتی لشکروں کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کو حق تعالیٰ نے مخصوص شجاعت سے نوازا تھا اور فاتحِ خیبر بھی ہیں لیکن کیا تنہا حضرت علیؓ نے کفر کی طاقت کا مقابلہ کیا؟ اور کیا فتحِ مکّہ کے موقعہ پہ صرف حضرت علیؓ ہی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے؟ یا دس ہزار صحابہ کرامؓ کا قدوسی لشکر فضائے عالم میں اپنی جانبازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کر رہا تھا جس سے خائف ہو کر بڑے بڑے بہادرانِ قریش گھروں میں چھپ گئے تھے، کچھ تو ایمان و انصاف کا تقاضا پورا کرنا چاہیئے۔

پر نظرثانی کرنی چاہیئے کہ حقیقی اسلام وہی ہے جو سُنّتِ رسولؐ۔ صحابہ کرامؓ کے ذریعہ پہنچا۔ مدیر "چٹان" کو شاید علم نہیں کہ مذہب اہل السُّنّۃ والجماعۃ کی ابتداء امیر معاویہؓ نے کی ہے[۱] اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ جو سُنّتِ رسولؐ۔ صحابۂ کرامؓ کے ذریعہ پہنچی وُہی حقیقی اسلام ہے اور اسے اَہْلُ السُّنَّۃ و

بقیہ صلا (۳) اور بقولِ آپ کے اگر بانیٔ تحریک کے گھر والے ہی اس تحریک کی بہتر طریق سے تبلیغ کر سکتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان ازواجِ مطہّرات کو سرے سے مؤمن ہی نہیں مانتے بلکہ دشمنِ اسلام سمجھتے ہیں جن کی ازدواجی زندگیاں ساری عمر رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت خاصّہ میں گزری ہیں۔ اور جن کو قرآن مجید میں مؤمنین کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔

(۴) اور ازواجِ مطہّرات کو بالکل نظر انداز کر کے آپ جن حضرات کو اہلِ بیت (گھر والوں) کا مصداق ٹھیراتے ہیں یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت حسنؓ، اور حضرت حسینؓ، وہ بھی آپ کے نزدیک ساری عمر تقیّہ کے پردے میں زندگی گزار گئے تو آپ کے عقیدہ کے تحت اِن رازدارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمّتِ مسلمہ کو کیا فائدہ پہنچا؟ یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امام کربلا حضرت حسینؓ نے بھی ۶۰ ھ تک اپنی نصفِ صدی کی صالحانہ زندگی تقیّہ ہی میں گزاری ہے؟ بہرحال نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا معاملہ ہے وَاللّٰهُ الْهَادِيْ ؏

حاشیہ صلا ۲۱ لہٰذا [۱] یہ بھی بالکل بہتان ہے کہ مذہب اہل السنۃ کی بنیاد و ابتداء امیر معاویہؓ نے کی ہے کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ میں لفظ "السنۃ" سے سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے اور "الجماعۃ" سے مراد جماعتِ رسولؐ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت سے پہلے سُنّت اور صحابہؓ کی جماعت کا وجود نہ تھا؟ جن کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے ہم اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں (۲) خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل السنۃ کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے جیسا کہ شیعہ مذہب کی مستند کتاب "احتجاج طبرسی" صلا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول

والجماعت کہا جاتا ہے۔

(ب) اسی طرح شیعوں کے ہفت روزہ "رضاکار" لاہور ۱۶ را پریل ۱۹۷۵ء میں بھی "پیمان" کے مذکورہ مضمون کی تردید کی گئی ہے تو جب اہلِ سُنّت اور اہلِ تشیّع میں اتنا بُنیادی اصولی اختلاف ہے کہ کلمۂ اسلام تک مشترک نہیں ہے تو دونوں مذہبوں کے دینی مدارس کے باہمی اتحاد اور مشترکہ تنظیم کی تجویز بالکل ناجائز ہے، اگر آپ سُنّی ہیں اور سُنّی مذہب کو حق سمجھتے ہیں تو پھر اِس فریب میں نہ آئیں ورنہ اگر باوجود شیعہ عقائد مذکورہ سے واقف ہونے کے آپ سُنّی شیعہ مذہبی اتحادِ مدارس کی تنظیم میں حصّہ لیں گے تو آپ مذہب اہلِ سُنّت کو سخت نقصان پہنچائیں گے۔ اگر یہ مشترکہ اجلاس فی الواقع جامعہ مدنیہ لاهور میں ہوا ہے اور ایسی کوئی تنظیم قائم کردی

بقیہ حاشیہ ص۲۱ وَاَمَّا اَھْلُ السُّنَّۃِ فَالْمُتَمَسِّکُوْنَ بِمَا سَنَّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَاِنْ قَلُّوْا (اور اہلِ سُنّت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے طریقے (حکم) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کو مضبوط پکڑنے والے ہیں اگرچہ تھوڑے ہوں)

(۳) تفسیر ابن کثیر میں سورۂ آلِ عمران کی آیت یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یعنی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حِیْنَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہُ اَھْلِ الْبِدْعَۃِ وَالْفُرْقَۃِ یعنی قیامت کے دن جب کہ اہل السنۃ والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے، اور اہلِ بدعت و اہلِ فرقہ کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اہل السنۃ والجماعت کے نام پر مفصّل بحث بندہ نے اپنی کتاب "بشارت الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسینؓ" اور "تجلیات صداقت" پر اجمالی نظر میں لکھ دی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

گئی ہے، تو یہ میرا خط حضرت مولٰنا سید حامد میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ کی خدمت میں بھی پیش کردیں تاکہ مولٰنا موصوف دوسرے پہلوؤں کے پیش نظر سابقہ فیصلہ سے رجوع کرلیں۔ اللہ تعالیٰ اہلِ سُنّت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھیں کیونکہ محبوبِ خدا امام الانبیاء، خاتم النبیین، رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا مصداق صرف اہل السنۃ والجماعت ہیں اور ۷۳ فرقوں میں سے حسبِ ارشادِ نبویؐ یہی ناجی فرقہ ہے۔ والسلام

خادمِ اہلِ سُنّت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد —— چکوال

۲۱ ربیع الآخر ۱۳۹۵ھ

شیعہ عقائد و نظریات پر ایک نظر

بندہ نے اپنے اس جوابی خط میں بعض شیعہ عقائد کا حوالہ دیا ہے۔ چونکہ دینی مدارس کے طلباء بلکہ بعض مدرسین تک بھی شیعہ عقائد سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ یہاں مذہب شیعہ کے بعض اصولی عقائد بحوالہ عبارات درج کر دئیے جائیں تاکہ ان کی پیشِ نظر سنی شیعہ مدارس کے اتحاد کے جواز یا عدم جواز کا فیصلہ کرنا آسان ہو جائے۔

احادیثِ شیعہ

شیعہ مذہب کی صحاح اربعہ یعنی کافی[۱]۔ استبصار[۲]۔ تہذیب الاحکام[۳] اور من لایحضرہ الفقیہ[۴] میں سے کتاب کافی مؤلفہ شیخ محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ اہم اور اصح سمجھی جاتی ہے۔ اس کا ایک حصہ اصولِ کافی کا ہے اور تین حصے فروعِ کافی کے ہیں۔ اصولِ کافی مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۰۲ھ کے ٹائیٹل پر امام غائب حضرت مہدی کی طرف منسوب یہ قول لکھا ہے کہ ھٰذا کافٍ لِشیعَتِنَا (یعنی حضرت امام مہدی نے اس کتاب کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ ہمارے شیعوں کیلئے کافی ہے)۔ کتاب الکافی کے متعلق مزید بحث میری کتاب "بشارۃ الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسین" ص ۲۷۱ تا ص ۲۷۹ ملاحظہ فرمائیں۔ اصولِ کافی اور فروعِ کافی کے دو حصوں کا اردو ترجمہ بنام کتاب "الشافی" (از ادیبِ اعظم سید ظفر حسن صاحب امروہوی) مطبوعہ شمیم بک ڈپو ناظم آباد ۲ کراچی ۱۹ء شائع ہو چکا ہے۔ اور فروعِ کافی کے ترجمہ "شافی" جلد اول حصہ اول کے دیباچہ ص ۶ پر مترجم مذکور نے احادیثِ شیعہ کی تدوینی صورت اور ادوارِ

ائمہ کے تحت یہ لکھا ہے کہ "شیعوں کے نزدیک وہ حدیث قابلِ عمل نہیں جس کا سلسلۂ روایت کسی معصوم تک نہیں پہنچتا۔ قرآن کے بعد ہماری ہدایت کا سرچشمہ احادیث ہیں۔ احادیثِ رسولؐ کو سب سے زیادہ سننے والی دو ہی ہستیاں تھیں، اول حضرت علی علیہ السلام دوسرے جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کیونکہ یہی دونوں ہستیاں آغازِ رسالت سے آخر تک جلوت و خلوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والی تھیں، ان کو تعلیم دینے کی صورت یہ تھی کہ جب یہ سوال کرتے تو حضرت بتاتے اور جب یہ خاموش رہتے تو حضورؐ خود بیان فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احادیثِ رسولؐ کا بڑا سرچشمہ امیر المؤمنین علیہ السلام تھے۔ جناب فاطمہؓ کا انتقال تو آں حضرتؐ کے انتقال کے چند ماہ بعد ہی ہو گیا تھا لہٰذا ان کو اتنا موقع نہ ملا کہ زیادہ احادیث بیان کر سکتیں، جتنی بیان کی تھیں اُن کے دشمنوں نے انہیں بھی آگے نہ چلنے دیا اور اُن کے مقابل جناب عائشہؓ کی احادیث سے اپنی صحاح کو پُر کر دیا۔ (۲) اہلِ سنت کی تدوینِ حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"اب امیر المؤمنین علیہ السلام سے احادیث کو نقل کرنے والی اصحابِ رسولؐ میں چند ہستیاں رہ گئیں جن میں جناب سلمانؓ، ابوذر غفاریؓ، عمار بن یاسرؓ، مقدادؓ اور حذیفہ یمانیؓ وغیرہ پیش پیش تھے لیکن سطوتِ حکومت کے غل غپاڑہ میں ان بیچاروں کی کون سنتا تھا؟ جب حضرت علیؓ کی حکومت کا زمانہ آیا تو ان احادیث کی نشر و اشاعت پر یوں اوس پڑی کہ امیر معاویہؓ کی دیرینہ عداوت رنگ لائی، سازشوں کے جال بچھے، حضرت علیؓ کے خلاف وہ پروپیگنڈے ہوئے کہ خدا کی پناہ، خلافت کا سارا زمانہ حضرت علیؓ کو باطل کوشوں سے لڑتے گزر گیا اس پر بھی چین نہ آیا تو حدیث سازی کی ایک ایسی ٹکسال قائم ہوئی جس میں صبح سے شام تک سیکڑوں حدیثِ رسولؐ ڈھلنے لگیں، منبروں پر واعظوں نے بیان کرنے کا بیڑہ

اٹھایا۔ اور مکاتیب مدارس میں مُلّاؤں نے موضوعہ احادیث کا درس دینا شروع کیا، تھوڑے ہی عرصہ میں ڈھیر لگ گئے۔ جن لوگوں کی رسولؐ نے مذمت کی تھی اُن کی تعریفوں کے پُل بندھ گئے اور جن لوگوں کی تعریف کی تھی ان کی مذمت کے طوفان اُٹھ کھڑے ہوئے اسلامی قلمرو کے ہر گوشہ میں یہ احکام نافذ ہو گئے کہ جو شخص ابو ترابؓ کی مدح کرے یا اُن سے کوئی حدیث نقل کرے اس کی گردن مار دو، گھر بار لوٹ لو۔" (ایضاً)

احادیثِ اہلِ سنّت کی تدوین کا جو نقشہ "اصولِ کافی" کے مترجم شیعی ادیبِ اعظم نے یہاں پیش کیا ہے وہ درسِ عبرت ہے اُن سنّی طلباء کیلئے جو دورۂ حدیث کے متعلم ہیں یا اُن فارغ التحصیل نوجوان علماء کیلئے جو درسِ حدیث میں حنفی شافعی فروعی اختلافات کی تحقیق کیلئے بڑی طویل تقاریر قلمبند کرتے ہیں **لیکن** (۱) اُن کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ مذہب اہلِ سنّت کی احادیث پر شیعہ علماء کن کن پہلوؤں سے بحث کرتے ہیں اور کیونکر اُمت کے تمام ذخیرۂ حدیث کو بے بنیاد، جعلی اور موضوع ثابت کرتے ہیں (۲) سنّی طلباء کو درسِ قرآن اور درسِ حدیث کی تکمیل کے بعد یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مسئلہ امامت و خلافت میں سنّی اور شیعہ کیا نزاع ہے؟ حضرت صدیق اکبرؓ اور دیگر خلفائے راشدینؓ کی خلافتِ راشدہ کے اثبات کیلئے ہمارے پاس قرآن کریم و حدیث شریف کی کونسی نصوص ہیں؟ اور شیعہ علماء کن کن آیات و احادیث سے حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافتِ بلا فصل ثابت کرتے ہیں؟ اور اِن کے جوابات کیا کیا ہیں؟ (۳) اہلِ سنّت کے نزدیک صحابۂ کرامؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین معیارِ حق ہیں اس کا کیا مفہوم ہے؟ اور اہلِ حق کے دلائل کیا ہیں؟ شیعیت اور مودودیت کے لٹریچر نے اصحابِ رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم جنّتی شخصیتوں کو مجروح کر دیا ہے۔ حضور رحمۃ للعٰلمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک: مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کی کوئی اہمیت ہی نہیں رہی، اسی ذہنی کمزوری کا نتیجہ ہے کہ عربی دینی مدارس

اہلِ سنّت کے طلباء بلکہ بعض اساتذہ کو بھی یہ احساس نہیں رہا کہ اسلام میں رافضیت کتنا خطرناک فتنہ ہے، ورنہ سنّی طلباء کا شیعہ طلباء سے اس طرح کے اتحاد کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ؎

میرؔ کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطّار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

بہر حال شیعہ افکار و نظریات حسب ذیل ہیں۔

عقیدۂ امامۃ

شیعوں کی اصح الکتب "اصول کافی" میں امامت اور ائمہ کے متعلق بعض احادیث درج ذیل ہیں:

(۱) لَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مُؤْمِنًا حَتّٰی یَعْرِفَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالْاَئِمَّۃَ کُلَّھُمْ وَاِمَامَ زَمَانِہٖ وَیَرُدَّ اِلَیْہِ وَیُسَلِّمَ لَہٗ ثُمَّ قَالَ کَیْفَ یَعْرِفُ الْاٰخِرَ وَھُوَ یَجْھَلُ الْاَوَّلَ (اصولِ کافی، کتابُ الحجّۃ) اس کا ترجمہ سیّد ظفر حسن صاحب مرحوم نے یہ کیا ہے:

امام باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک اللہ اور اس کے رسولؐ اور تمام ائمہ کو نہ پہچانے اور اپنے امام زمانہ کو بھی اور اپنے معاملات ان کی طرف رجوع اور اپنے کو ان کے سپرد کرے پھر فرمایا جو اوّل سے جاہل ہے وہ آخر کو کیا جانے گا۔ (شافی ص ۲۰۵)

(۲) مَنْ عَرَفَنَا کَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ اَنْکَرَنَا کَانَ کَافِرًا (اصول کافی) امام جعفر صادقؒ نے فرمایا "جس نے ہم کو پہچانا وہ مومن ہے اور جس نے انکار کیا وہ کافر ہے" (شافی ص ۲۱۵)

(۳) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ما جاء بہٖ علیٌّ علیہ السلام اٰخذ بہٖ

وما نہی عنہ انتہی عنہ، جری لہ من الفضل مثل ما جری لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ و لمحمد الفضل علی جمیع من خلق اللہ (اصول کافی) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ علی علیہ السلام نے فرمایا اُس کو لو اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز رہو۔ فضیلت کا یہ وہی طریقہ ہے جو حضرت رسول خدا کیلئے تمام مخلوق پر تھا (شافی ص ۲۲۵)

(ب) ابوعبداللہ علیہ السلام یعنی امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اے سلیمان! جو امیر المؤمنین علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے وہ لینا چاہیئے اور جس سے منع کیا گیا ہے اس کو ترک کرنا چاہیئے۔ علیؓ کی فضیلت ویسی ہے جیسے رسولؐ کی اور رسول اللہؐ افضل ہیں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے جس نے امیر المؤمنین کے احکام میں سے کسی حکم پر بھی عیب لگایا اس نے خدا کو عیب لگایا، اس کے رسولؐ کو عیب لگایا اور چھوٹی۔ یا بڑی کسی چیز میں ان کی بات کو رد کرنا شرک باللہ ہے۔ (شافی ص ۲۲۶)

(۳) سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول اشھد ان علیاً علیہ السلام امام فرض اللہ طاعتہ و ان الحسن امام فرض اللہ طاعتہ و ان الحسین امام فرض اللہ طاعتہ و ان علی بن الحسین امام فرض اللہ طاعتہ و ان محمد بن علی امام فرض اللہ طاعتہ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہتے سُنا کہ علیؓ امام ہیں خدا نے اُن کی اطاعت کو فرض کیا ہے اور حسنؓ امام ہیں خدا نے اُن کی اطاعت کو فرض کیا ہے اور حسینؓ امام ہیں خدا نے ان کی اطاعت کو فرض کیا ہے اور علی بن حسینؓ (یعنی امام زین العابدین) امام ہیں خدا نے اُن کی اطاعت کو فرض کیا ہے اور محمد بن علیؓ (یعنی امام محمد باقرؓ) امام ہیں۔ خدا نے اُن کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے (شافی ترجمہ اصولِ کافی ص ۲۱۳)

امامت نبوت سے افضل ہے

ان الامامۃ اجل قدراً و اعظم شاناً و علی مکاناً و امنع جانباً و ابعد غوراً من ان یبلغ الناس بعقولھم او ینالوھا بآرائھم او یقیموا امامھم باختیارھم ان الامامۃ خص اللہ عزوجل بھا ابرٰھیم الخلیل بعد النبوۃ والخلۃ مرتبۃ ثالثۃ و فضیلۃ شرفہا بہا فقال انی جاعلک للناس اماماً فقال الخلیل مسروراً بہا ومن ذریتی قال اللہ تبارک و تعالیٰ: لاینال عھدی الظٰلمین ○ فابطلت ھٰذہ الآیۃ امامۃ کل ظالم الی یوم القیٰمۃ الخ امامت از روئے قدر و منزلت بہت اجل وارفع ہے اور از روئے شان بہت عظیم ہے اور بلحاظِ محل و مقام بہت بلند ہے اور اپنی طرف غیر کے آنے سے مانع ہے اور اس کا مفہوم بہت گہرا ہے، لوگوں کی عقلیں اس تک پہنچ نہیں سکتیں اور ان کی رائیں اس کو پا نہیں سکتیں۔ وہ اپنے اختیار سے اپنے امام کو بنا نہیں سکتے، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیلؑ کو امامت سے مخصوص کیا، نبوت اور خُلّت کے بعد امامت کا تیسرا مرتبہ ہے، خدا نے ابراہیمؑ کو اس کا شرف بخشا اور اس کا یوں ذکر کیا "میں تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں" خلیلؑ نے خوش ہو کر کہا اور میری اولاد کو بھی امام بنائیگا فرمایا: ظالم میرے عہد کو نہ پہنچ سکیں گے۔ اس آیت نے قیامت تک ہر ظالم کی امامت کو باطل کر دیا (شافی ص ۲۲۹)

نوٹ: اس تفسیر پر آیت کا مطلب یہ ہے کہ بوقت خلافت و امامت خلیفہ ظالم نہ ہو نہ یہ کہ اس سے کبھی بھی کوئی گناہ نہ صادر ہوا ہو (خادمِ اہلِ سنّت)

---

[1] حالانکہ یہ امامت جو خلافت و نبوت کے بعد ملتی ہے وہ نبوت کی امامت ہے نہ کہ غیر نبوت کی اور چونکہ

(بقیہ بر صفحہ)

(۶) قال امیر المؤمنین انا قسیم اللہ بین الجنۃ والنار وانا الفاروق الاکبر وانا صاحب العصا والمیسم ولقد اقرّت لی جمیع الملٰئکۃ والروح مثل ما اقرّوا لمحمدؐ

اور امیر المؤمنین (حضرت علیؓ) نے فرمایا "میں جنت و نار کا خدا کی طرف سے تقسیم کرنے والا ہوں میں فاروق اکبر ہوں، میں صاحب عصا و میسم ہوں، تمام ملائکہ اور روح نے میرا اقرار اسی طرح کیا ہے جس طرح محمدؐ کا کیا ہے" الخ (شافی ترجمہ اصول کافی ص۲۲۶)

امام معصوم ہیں

الامام المطهّر من الذنوب والمبرّأ عن العیوب الخ امام گناہوں سے پاک ہوتا ہے، جملہ عیوب سے بری (شافی ص۲۳۱) مبرّأً من العاهات محجوبًا عن الآفات معصومًا من الزلّات الخ امام کو خدا عیبوں سے بری رکھتا ہے، آفات سے بچاتا ہے، لغزشوں سے حفاظت کرتا ہے (شافی ص۲۳۷)

ائمہ کو حلال و حرام کا اختیار ہے

عن محمد بن سنان قال کنت عند ابی جعفر الثانی علیہ السلام فاجریتُ اختلاف الشیعۃ فقال یا محمدُ ان اللہ تبارک وتعالیٰ لم یزل منفردًا بوحدانیتہ ثم خلق محمدًا وعلیًا وفاطمۃ فمکثوا الف دهرٍ ثم خلق جمیع الاشیاء فاشهدهم خلقها واجریٰ طاعتهم علیها وفوّض امورها الیهم فهم یحلّون ما یشاءون و

بقیہ ص۲۹ حضرت علی وغیرہ ائمہ نبی نہیں اسلئے ان کی امامت بھی منصب نبوت سے افضل نہیں ہو سکتی۔ اُمتی کی امامت کا درجہ بہر حال نبی کی نبوت سے کمتر ہے۔

یحرّمون ما یشاءون ولن یشاءوا الا ان یشاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔

راوی کہتا ہے میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کے سامنے شیعوں کے اختلاف کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا "اے محمدؓ! اللہ ہمیشہ سے واحد و یکتا ہے پھر اس نے محمدؐ و علیؓ و فاطمہؓ کو پیدا کیا۔ وہ ہزاروں برس اپنی حالت پر رہے، پھر خدا نے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور اُن حضرات کو ان کی خلقت پر گواہ بنایا اور ان کی اطاعت کو لوگوں پر واجب کیا اور ان کے معاملات کو اُن کے سپرد کیا، پس وہ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں اور وہ نہیں چاہتے مگر وہی جس کو اللہ چاہتا ہے (شافی ص۵۳۶)

عقیدۂ تحریفِ قرآن

عن جابرؓ قال سمعتُ ابا جعفر علیہ السلام یقول ما ادعی من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہٗ وحفظہٗ کما نزل اللہ تعالیٰ الا علی بن ابی طالب والائمۃ من بعدہ علیهم السلام جابرؓ سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا: سوائے جھوٹے اور کسی نے موافقِ تنزیل ہوئے قرآن کے جمع کرنے کا دعویٰ نہیں کیا سوائے علی بن ابی طالبؓ اور ان کے بعد کے ائمہ علیہم السلام کے موافقِ تنزیل نہ کسی نے اس کو جمع کیا اور نہ حفظ کیا (شافی ترجمہ اصول کافی ص۲۶ کتاب الحجۃ)

(۱۰) عن سالم بن مسلمۃ قال قرأ رجلٌ علیٰ ابی عبد اللہ علیہ السلام وانا استمع حروفًا من القرآن لیس علیٰ ما یقرأها الناس فقال ابو عبد اللہ کُفّ عن هذه القراءۃ۔ اِقرأ کما یقرأ الناس حتّٰی یقوم القائم فاذا قام القائم علیہ السلام قرأ کتاب اللہ عزّ وجلّ علیٰ حدّہ واخرج المصحف الذی کتبہٗ علیٌّ علیہ السلامُ

وقال اخرجہٗ علیؑ علی الناس حین فرغ منہ وکتبہ فقال لھم ھذا کتاب اللہ عزّ وجلّ کما انزلہٗ علیٰ محمدؐ وجمعتہ من اللوحین فقالوا ھو ذا عندنا مصحفٌ جامعٌ فیہ القرآن لاحاجۃ لنا فیہ فقال اما واللہ ماترونہ بعد یومکم ھذا ابداً انما کان علیّ ان اخبرکم حین جمعتہ لتقرءوہ۔ راوی کہتا ہے ایک شخص نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے سامنے قرآن پڑھا، میں کان لگا کر سُن رہا تھا، اسکی قراءت عام لوگوں کی قراءت کے خلاف تھی۔ حضرت نے فرمایا اس طرح نہ پڑھو بلکہ جیسے سب لوگ پڑھتے ہیں۔ تم بھی پڑھو، جب تک ظہورِ قائم آلِ محمدؐ نہ ہو، جب ظہور ہوگا تو وہ قرآن کو صحیح صورت میں تلاوت کریں گے اور اس قرآن کو نکالیں گے[۱] جو حضرت علی علیہ السلام نے لکھا تھا اور فرمایا جب حضرت علیؓ جمع قرآن اور اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تھے تو آپ نے اس کو حکومت کے سامنے پیش کرکے فرمایا تھا "یہ ہے کتاب اللہ جس کو میں نے اسی ترتیب سے جمع کیا ہے جس طرح حضرت رسولِ خدا پر نازل ہوئی تھی، میں نے اس کو دو لوحوں (لوحِ دل اور لوحِ مکتوب) سے جمع کیا ہے" انہوں نے کہا ہمارے پاس جامع قرآن موجود ہے یعنی ہمیں آپکے قرآن کی ضرورت نہیں۔ حضرت نے فرمایا "بخدا اس کے بعد اب تم کبھی اس کو نہ دیکھو گے، میرا فرض ہے کہ میں تم کو اس سے آگاہ کردوں تاکہ تم اس کو پڑھو (شافی ترجمہ اصول کافی ص ۶۳۱ جلد دوم)

(۱۱) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ لقد عھدنا الیٰ اٰدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم فنسی ھٰکذا واللہ

[۱] یہ حضرت علی المرتضیٰ پر کتنا بہتان بڑا ہے کہ غصے میں آکر آپ نے قرآن مجید کو قیامت تک کیلئے چھپادیا۔ کیا بانیٔ تحریک کے رازداروں کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ اس خدائی کتاب کو ہی گم کردیں جس پر وہ تحریک (یعنی دین) بنی تھا۔ العیاذ باللہ۔

نزلت علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیت لقد عھدنا کے متعلق فرمایا کہ وہ کلمات تھے: "محمدؐ وعلیؓ وفاطمہؓ وحسنؓ وحسینؓ اور ان ائمہ کے متعلق جو اُن کی ذریت سے ہونے والے تھے، آدمؑ اُن کو بھول گئے، واللہ محمدؐ پر یوں ہی نزولِ آیت ہوا (شافی کتاب الحجۃ ص ۵۱۳)

نوٹ: مترجم نے یہاں ترجمہ میں تاویل کردی ہے۔ ورنہ اس روایت سے مراد آیۃ کا محرّف ہوجانا ہے۔

(۱۲) عن جابر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قلتُ لہ لِمَ سُمّی امیر المؤمنین قال اللہ سماہ وھٰکذا انزل فی کتاب واذ اخذ ربک من بنی اٰدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم وان محمداً رسولی وان علیاً امیر المؤمنین جابرؓ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا حضرت علیؓ کا نام امیر المؤمنین کیوں ہوا؟ فرمایا کتابِ خدا میں یوں ہی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، جب خدا نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا الخ

توضیح: قرآن میں "امیر المؤمنین" کا لفظ نہیں ہے پس یا تو جامع قرآن نے حذف کردیا ہے یا پھر یہ مضمون حدیث قدسی ہے (شافی ص ۵۰۹)

نوٹ: حدیث کے الفاظ تو قرآنی آیت سے وان محمداً رسولی وانّ علیاً امیر المؤمنین کے الفاظ حذف کردئے جانے پر دلالت کرتے ہیں، لہٰذا اس کو حدیث قدسی پر محمول نہیں کرسکتے اور خود مترجم ادیبِ اعظم نے بھی یہ تسلیم کرلیا ہے کہ "یا تو جامع قرآن نے حذف کردیا ہے" بہرحال شیعہ مذہب کے ذخیرۂ حدیث میں بکثرت روایات ایسی پائی جاتی ہیں جو قرآن کے محرّف ہونے پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔ یہاں ہم نے بطورِ نمونہ چند روایات لکھی

ہیں۔ اس موضوع پر امام اہلِ سنت حضرت مولٰنا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "النجم" وغیرہ میں مُدَلّل و مفصل بحث موجود ہے' اور میرے والد مرحوم رئیس المناظرین حضرت مولٰنا محمد کرم الدینؒ صاحب دبیر کی کتاب "آفتابِ ہدایت" بھی قابلِ مطالعہ ہے۔

امام اہلِ سُنّت کا فتوے

امام اہلِ سُنّت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنویؒ شیعہ سُنّی نزاعی مباحث کے سلسلہ میں اس صدی کے بہت بڑے محقق ہیں' آپ کی تصانیف صدیوں تک علمائے اہلِ سُنّت کی طرف سے اتمامِ حُجت کرتی رہیں گی۔ اکابرِ دیوبند بھی اِن مباحث میں حضرت مولٰنا لکھنویؒ مرحوم پر اعتماد کرتے تھے چنانچہ (۱)

(۱) حکیم الاُمّۃ حضرت مولٰنا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس کا جواب مجھ سے اچھا مولوی عبد الشکور صاحب مدرس مدرسہ عربیہ محلہ جلہ امروہہ دیں گے (النجم ماہ شعبان ص۲ سنہ ۱۳۴۱ھ)

(۲) شیخ الاسلام حضرت مولٰنا السید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے شیعوں کے متعلق استفسار کیا تو حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا شیعوں کے متعلق پوری معلومات تو مولٰنا عبد الشکور صاحب کو ہیں اُن سے دریافت کرنا چاہیئے (مکتوباتِ شیخ الاسلام جلد دوم مکتوب ۸۵)

امامِ اہلِ سُنّت حضرت مولانا لکھنوی مرحوم نے لکھا ہے کہ

"پیشتر میں بھی شیعوں کو اسلامی فرقوں میں سمجھتا تھا اور وجہ اس کی محض یہ تھی کہ مذہب شیعہ کی حقیقت سے پوری واقفیت نہ تھی' اگرچہ بہ نسبت اپنے معاصرین کے پھر بھی بہت زیادہ تھی۔ جب قرآن شریف کے متعلق شیعوں کا عقیدہ معلوم ہوا' اُس وقت میں نے اپنے

خیالِ سابق سے رجوع کر لیا۔ شیعوں کے اور عقائد تو جیسے بھی ہیں وہ تو ہیں ہی، مگر تمام صحابۂ کرامؓ کو بلا استثناء کاذب اور گنتی کے تین چار کو مستثنٰی کر کے باقی سب کو مرتد کہنا ایک ایسے فسادِ عظیم کی بُنیاد ہے کہ اس عقیدہ کا رکھنے والا یقیناً اسلام کے دشمن کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا، پھر اس پر بھی قناعت نہ کر کے قرآن مجید کو مُحرّف کہنا اور اس میں پانچ قسم کی تحریف کی زائد از دو ہزار روایات تعین کرنا قطعاً کُفرِ صریح ہے علمائے سابقین میں بعض حضرات نے شیعوں کو اہلِ کتاب کے حکم میں داخل کیا ہے یعنی اُن کا ذبیحہ حلال ہے اور ان کی لڑکی لینا جائز ہے لیکن یہ فتویٰ بھی مذہبِ شیعہ سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ عقیدۂ تحریف کے معلوم ہونے کے بعد ہرگز کسی طرح ان کے ذبیحہ کو حلال نہیں کہا جا سکتا اور نہ ان کی لڑکی لینا جائز ہو سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مسئلہ پر تمام علمائے ہندوستان غور فرما کر متفقہ فتویٰ شائع کریں کیوں کہ شیعوں کو مسلمان سمجھنے سے بڑی مضرتیں ہیں جو دینِ الٰہی کو پہنچ رہی ہیں" (النجم" لکھنؤ ۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۵ھ) [1]

[1] فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ ص۱۱۵ میں ہے عن ابی جعفر علیہ السلام قال کان الناس اھل الردۃ بعد النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم الا ثلاثۃ قلتُ ومَن الثلاثۃ؟ فقال مقداد بن الاسود وابوذر الغفاری وسلمان الفارسی (امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام لوگ مُرتد ہو گئے تھے سوائے اِن تین کے مقدادؓ ابوذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ

(ب) شیعوں کا رئیس المحدثین مُلّا باقر مجلسی لکھتا ہے" آیا بعد اِس حدیث کے کسی عاقل کو گنجائش ہے کہ عمرؓ کے تارک الاسلام ہونے میں یا جو لوگ کہ قائل بہ اسلامِ عمرؓ ہیں ان میں شک کرے (جلاء العیون مترجم اردو حصہ اول مطبوعہ لکھنؤ ص۴۶)

(نوٹ) جلاء العیون مترجم اردو کے دونو حصّے انصاف پریس لاہور سے شائع ہو چکے ہیں

[1] یہ فتویٰ (تکفیر شیعہ کا) بھی شائع ہو چکا ہے (خادم اہلسنت عفرلہٗ)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

بلا شبہ فرقۂ امامیہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی کی خلافت سے منکر ہے اور کتبِ فقہ میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت سے جس نے انکار کیا وہ اجماع قطعی کا منکر ہوا چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے الرافضی اذا کان یسبّ الشیخین ویلعنهما العیاذ باللہ فهو کافر وان کان یُفَضِّل علیاً کرّم اللہ وجهه علی ابی بکر رضی اللہ عنه لا یکون کافراً لکنه مبتدع ولو قذف عائشة رضی اللہ عنها بالزنا فقد کفر الخ یعنی رافضی جو برا کہتا ہو حضرات شیخین کو اور ان حضرات پر لعنت بھیجتا ہو نعوذ باللہ من ذلک کافر ہے، اور اگر برا نہ کہتا ہو مگر اس امر کا قائل ہو کہ حضرت ابوبکر رض پر حضرت علی رض کو فضیلت حاصل ہے تو وہ کافر نہیں البتہ بدعتی ہے اور اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں قذف کا مرتکب ہو تو وہ بھی کافر ہے الخ (فتاویٰ عزیزی مبوب ص ٣٧٥)

امام اعظم رح

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رح کے متعلق لکھا ہے: المنقول عن العلماء فمذهب ابی حنیفة رضی اللہ عنه ان من انکر خلافة الصدیق رض وعمر رض فهو کافر علی خلاف ما حکاه بعضهم وقال الصحیح انه کافر (صواعق محرقہ ص ١٥٣)

پس امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ جو حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے بخلاف اس کے کہ جو بعض نے حکایت کی ہے۔ اور فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رح

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں سبّ شیخین کفر است، و احادیثِ صحیحہ برآں دال است (رسالہ ردّ الروافض ص ١٤) یعنی سبّ شیخین (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رض) کفر ہے اور صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

(ب) شک نیست کہ شیخین از اکابرِ صحابہ اند بلکہ افضلِ ایشاں پس تکفیر بلکہ تنقیص ایشاں موجبِ کفر و زندقہ و ضلالت باشد (ر، ص ١٥) اس میں شک نہیں ہے کہ شیخین (حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض) اکابرِ صحابہ رض میں سے ہیں بلکہ ان میں سے افضل ہیں، پس ان کی تکفیر بلکہ تنقیص بھی کفر، زندقہ، اور ضلالت کا موجب ہے

فریضہ علمائے اسلام

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "ردّ الروافض" کی وجہ تصنیف یہ لکھی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اذا ظهرت الفتن او البدع وسُبَّت اصحابی فلیظهرِ العالم علمه ومن لم یفعل فعلیه لعنة اللہ والملئکة والناس اجمعین لا یقبل اللہ له صرفاً ولا عدلاً (جب فتنے یا بدعتیں ظاہر ہوں گی اور میرے اصحاب رض کو برا کہا جائیگا، تو اس وقت عالم پر لازم ہے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کرے، پس جو ایسا نہ کرے گا پس اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی نمازِ فرض قبول کرے گا اور نہ نفل")

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

روافض کا وُہ فرقہ جو بسبب سبِّ شیخین و تکفیرِ صحابہ رضؓ کافر ہے ان کی تجہیز و تکفین ہیں

۱؎ آج کل شیعہ علماء و مجتہدین، قائدین و ذاکرین کے یہی عقائد ہیں جو "اصول کافی" وغیرہ کتب سے ہم نے نقل کر دیئے ہیں اور عموماً شیعہ سبِّ صحابہ رضؓ کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس کو جائز و حلال قرار دیتے ہیں بارہ اماموں کی امامت کا جو مطلب شیعہ مذہب میں ہے اس کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی کا جو نصابِ دینیات ۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۴ء کے اجلاس لاہور میں شیعوں کے سولہ ۱۶ نمائندوں نے (جن میں نوّاب مظفرّ علی قزلباش، سیّد جمیل حسین رضوی صدر شیعہ مطالبات کمیٹی اور مظفر علی شمسی بھی تھے) وفاقی زیرِ تعلیم پیر زادہ عبد الحفیظ سے عارضی طور پر منظور کرا لیا تھا (اور اس فیصلہ کی تصدیق وزیرِ اعظم ذو الفقار علی بھٹو نے بھی کر دی تھی) اس کے حصۂ اوّل میں واضح طور پر کلمۂ اسلام یہ لکھا ہوا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ اور حضرت علیؓ کے ولی اللہ ہونے کا مطلب یہاں یہ نہیں ہے کہ آپ اللہ کے پیارے ہیں بلکہ ولی اللہ سے مراد خدا کی طرف سے نامزد کردہ امامِ معصوم ہے اور یہ بھی اس کتاب میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ توحید و رسالت کے ساتھ حضرت علی کو پہلا امام ماننا بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہے تو کیا اس کے بعد بھی رواداری کا یہ قول صحیح ہوگا کہ سُنّی اور شیعہ مذہب میں کوئی اصولی فرق نہیں۔

(۲) مرزائی (قادیانی ہوں یا لاہوری) قطعی کافر ہیں اور آئینِ پاکستان میں بھی ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور انہوں نے نائیجیریا میں احمدیہ سنیٹرل مسجد کی عمارت پر کلمۂ اسلام میں لفظ محمّد کی بجائے احمد لکھ دیا ہے یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَحْمَدُ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

امداد کرنا اور اُن کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور اُن کو مُسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں اور اُن سے بالکل متارکت اور مقاطعت کی جائے تاکہ اُن کو تنبیہ ہو۔ اور وُہ سنّی ہو جائیں (از حضرت مولٰنا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب فتاویٰ دار العلوم دیوبند مکمّل و مدلّل جلد پنجم ص۴۲۵)

بقیہ ص۲۸ اور اس کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں پاکستان میں شائع ہو چکی ہیں، لیکن پاکستان میں وہ کلمۂ اسلام تبدیل کرنے کی جسارت نہیں کر سکے لیکن برعکس اِن کے شیعون نے نیا کلمۂ اسلام نصابِ دینیات میں لکھ کر اس کتاب کی تعلیم کی حکومت سے منظوری بھی لے لی ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۳) اگر شیعہ علماء اور طلباء وغیرہ یہ کہہ بھی دیں کہ وُہ غیر شیعہ مسلمانوں کو کافر نہیں مانتے اور اصحابِ ثلاثہ رضؓ کو سبّ بھی نہیں کرتے بلکہ ان کا احترام کرتے ہیں تو یہ اُن کا تقیہ ہوگا جو اُن کے مذہب میں ایک خاص عبادت ہے اور شیعہ دین کے ۹ حصّے اس تقیہ میں موجود ہیں چنانچہ اصول کافی کی احادیث میں ہے (۱) عن ابی عمر الاعجمی قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ابا عمر ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہٗ فرمایا ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) نے کہ تقیہ میں ۹ حصّے دین ہے جو بوقتِ ضرورت تقیہ نہ کرے اس کا دین نہیں۔ اور تقیہ ہر شے میں ہے سوائے نبیذ (جَو کی شراب) اور موزوں پر مسح کے (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم باب تقیہ ص۲۴۰)

(۴) از روئے تقیہ حضرت علی کو گالی دینا جائز ہے چنانچہ اصول کافی میں یہ روایت ہے قیل لابی عبد اللہ علیہ السلام ان الناس یروون ان علیًّا قال علی منبر الکوفۃ ایہا الناس انکم ستدعون الیٰ سبّی فسبّونی (ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا گیا کہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے منبر کوفہ پر کہا لوگو! عنقریب تم سے کہا جائیگا کہ مجھے گالیاں دو۔ تو تم مجھے گالی دے دینا (شافی ص۲۴۲)

حضرت نانوتوی رح کی تحقیق

بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف "ہدیۃ الشیعہ" میں جو ایک شیعہ مجتہد مولوی عمار علی صاحب کے خط کے جواب میں ہے، مسئلہ فدک پر بہت مفصل محققانہ بحث کی ہے، اسی کتاب میں مذہب اہلِ سنت کی حقانیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں: آخر مذہب اہلِ سنت بشہادتِ کلام اللہ اور عترتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح اور مذہب شیعہ بشہادتِ کلام اللہ اور عترتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراسر غلط ہے (ص ۵)

بقیہ ص ۳۹ (۳) اصول کافی باب الکتمان میں ہے قال ابو عبد اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ عز وجل ومن اذاعہ اذلہ اللہ عز وجل

فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اے سلیمان! تم اس دین پر ہو کہ جس نے چھپایا خدا نے اُسے عزت دی اور جس نے ظاہر کیا اللہ نے اسے ذلیل کیا (شافی ص ۲۴۵)۔

فرمایئے شیعہ عقائد کی ان تصریحات کے باوجود اُن کو دینی مدارس کی متحدہ تنظیم میں شامل کرنا اور پھر اُن کو مساوی نمائندگی دینا کتنے دُور رس خطرناک نتائج کا حامل ہوگا۔

(۴) شیعوں کے شہیدِ ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے خود اعتراف کیا ہے کہ علمائے شیعہ بہ سببِ سالہا سال مظلومِ اہلِ شقاوت ہونے کے گوشۂ تقیہ میں چھپے رہتے تھے اور اپنے کو شافعی یا حنفی ظاہر فرماتے تھے (مجالس المؤمنین مترجم ص ۳) اور خود قاضی نور اللہ شوستری سُنّی بن کر قاضی القضاۃ بن گیا تھا۔ لیکن آخر کار جب اس کا تقیہ ظاہر ہو گیا تو جہانگیر بادشاہ نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ اس لئے شیعہ اس کو شہید ثالث کہتے ہیں

(۲) سورۃ "الفتح" کی آیت لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"یعنی یہ جو کچھ صحابہؓ کے حق میں کہا گیا تو کفار یعنی اُن کے دشمنوں کو جلانے اور چڑانے کیلئے کہا گیا ہے۔ سبحان اللہ کیا علمِ محیطِ خداوندی ہے کہ بعد کے تمام احوال کی طرف اشارہ فرما دیا۔ خدا کو تو پہلے ہی معلوم تھا کہ شیعہ اور نواصب اور خوارج صحابہؓ کے حق میں غمازیاں کریں گے اور اُن کی قدر و منزلت کا جو خدا کی درگاہ میں ہے کچھ خیال نہ کریں گے" (ص ۷۳)

حضرت غوث الاعظم رح

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، حضرت سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے غُنْيَةُ الطَّالِبِيْن میں یہ حدیث درج کی ہے سَيَجِيْءُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْتَقِصُوْنَ اَصْحَابِيْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ یعنی آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو میرے اصحاب کی تنقیصِ شان کرے گی پس تم ان کی مجلس میں نہ بیٹھو، نہ اُن سے مِل کر پیو اور نہ کھاؤ، نہ اُن سے رشتہ بندی کرو، نہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھو، اور نہ اُن سے مِل کر نماز پڑھو۔

حضرت مدنی رح کا ارشاد

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے شیعوں کے ساتھ کھانے پینے کے متعلق استفسار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ نہایت شہرت کو پہنچ چکا ہے کہ شیعہ اگر کسی سُنّی

کو کھانا پانی دیتے ہیں تو اس میں نجاست ضرور ملا دیتے ہیں، اگر کوئی موقعہ نہیں ملتا تو تھوک ضرور دیتے ہیں اس لئے حتی الوسع اس سے احتراز چاہیئے (مکتوباتِ شیخ الاسلام جلد اوّل ص۳)

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتوےٰ

بریلوی مسلک کے مشہور مقتدا مولانا احمد رضا خان بریلوی مرحوم فرماتے ہیں :-

تحقیق مقام و تفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین (صدیق اکبر رضؓ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) خواہ اُن میں سے ایک کی شان میں گستاخی کرے، اگر صرف اس قدر کہ امام و خلیفۂ برحق نہ مانے، کتبِ معتبرہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمۂ ترجیح و فتویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے (ردّ الرفضہ ص۳)

(۲) رافضی اگر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو سب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل جانے تو بدعتی گمراہ ہے اور اگر خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے (ایضاً ص۳)

(۳) اسی طرح خلافتِ فاروق اعظمؓ کا منکر صحیح تر قول میں وہ کافر ہے (ایضاً ص۳)

(۴) جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماعِ مسلمین کافر ہے بے دین ہے (ایضاً ص۳)

خلاصۂ معروضات!!

جس مذہب کے یہ بنیادی و اصولی عقائد ہیں اور وُہ بھی اسلام کے نام پر کہ (۱) قرآن مجید محرّف ہو چکا ہے (۲) امامت نبوّت سے افضل ہے (۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر حضرت مہدیؓ تک بارہ امام انبیائے سابقین علیہم السلام سے

افضل ہیں۔ (۴) توحید و رسالت کی طرح امامت پر ایمان لانا ضروری ہو۔ (۵) خلفائے ثلٰثہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروق اعظمؓ، اور حضرت عثمان ذو النورینؓ کو برحق ماننے والے بھی غیر مؤمن، منافق، اور جہنّمی ہیں (۶) امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبویاں حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور حضرت حفصہؓ بھی غیر مؤمن اور منافق ہیں (حالانکہ ازواجِ مُطہّرات کو قرآن حکیم میں تمام مومنوں کی "مائیں" فرمایا گیا ہے (۷) خُلفائے ثلٰثہؓ، صحابہ کرامؓ اور ازواجِ مطہّراتؓ کو سبّ کرنا (یعنی بُرا کہنا) عبادت ہے (ملاحظہ ہو دُعائے عاشورا بحوالہ تحفۃ العوام)

(۸) تقیہ یعنی امرِ حق کے خلاف ظاہر کرنا عبادت ہے (۹) مُتعہ یعنی بلا گواہوں کے وقتی طور پر کسی غیر محرم مرد و عورت کا باہمی معاہدہ برائے مجامعت، اتنا بڑا عملِ صالح ہے کہ العیاذ باللہ اس کی وجہ سے متعہ کرنے والے کو جنّت میں امام حسینؓ، امام حسنؓ، حضرت علیؓ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ نصیب ہوگا، العیاذ باللہ، (ملاحظہ ہو علّامہ حائری لاہوری مجتہد کے والد علّامہ سیّد ابو القاسم لاہوری کی کتاب "بُرہان المتعہ" اور مولوی محمد حسین ڈھکّو کی کتاب "تجلیّاتِ صداقت" ص۲۹۹ جسمیں ڈھکو صاحب مجتہد نے یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ائمۂ معصومین نے بھی متعہ کیا ہے استغفر اللہ)

(۱۰) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ ایک نیا کلمہ تجویز کر کے گویا دینِ اسلام کو چیلنج کر دیا ہے (۱۱) سوادِ اعظم کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اپنے مخصوص عقائد و نظریات کی اشاعت کیلئے حکومت سے سرکاری اسکولوں میں شیعہ نصاب منظور کرا لیا ہے۔ اور ان کی تعلّی اور تحدّی یہ ہے کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آتے ہی آپ نے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر شیعہ طلباء کو جبراً و قہراً حنفی فقہ

اور تفسیر، حدیث، اور تاریخ پڑھائی۔ مگر ۲۵ سال کے اس طویل عرصہ میں مثال کیلئے بھی کسی ایک شیعہ طالب علم کو مذہب حقہ سے برگشتہ نہ کر سکے۔ اب اس طویل عرصہ کا چوتھائی حصہ ہمیں دیں اور اس عرصہ میں تجربۃً شیعہ فقہ اور تفسیر، حدیث اور تاریخ کو سکولوں اور کالجوں میں رائج کریں، پھر اس کے نتائج کو دیکھ کر اندازہ کریں کہ حق کس کے ساتھ ہے (فلاح الکونین فی عزاء الحسین ص۱۳)

(۱۲) تقریر و تحریر کے ذریعہ شیعہ علماء و ذاکرین اہل السنۃ والجماعۃ کے نام کو بھی چیلنج کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اِن حالات میں مذہب اہل السنۃ والجماعت اور ناموسِ خلفاء عظامؓ اور صحابہ کرامؓ کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ مرزائیوں کی طرح روافض و خوارج وغیرہ ان مذہبی گروہوں اور پارٹیوں سے بھی اجتناب و احتراز کیا جائے جو انکارِ صحابہؓ یا تنقیدِ صحابہؓ کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہیں۔ اور حضور رحمۃ للعٰلمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کی شاہراہ جنت کو چھوڑ کر جہنم کے رستوں پر امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو چلانا چاہتے ہیں۔

لہ حکومت اور شیعوں کے مابین اس نصابی سمجھوتہ کے خلاف حسب ذیل ٹریکٹوں کا مطالعہ کریں۔ (۱) سرکاری مدارس میں شیعہ مذہب کی تعلیم (مؤلفہ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب صدیقی استاذ مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی ۵)
(۲) شیعہ نصاب کی علطی کا مسئلہ مؤلفہ جناب مولانا سمیع الحق صاحب ایڈیٹر ماہنامہ "الحق" اکوڑا خٹک (پشاور)
(۳) ایک غیر منصفانہ فیصلہ مؤلفہ خادم اہل سنّت الاحقر مظہر حسین عفرلہٗ

سُنّتِ علیّہ اور جماعۃ مقدسہ (صحابۂ کرامؓ) کا حق تو ہم پر یہ تھا کہ مال و جان کی قربانی دے کر بھی ان کے ناموس کی حفاظت کی جاتی نہ یہ کہ عربی مدارس کے طلباء کیلئے چند دُنیوی سفری مراعات حاصل کرنے کیلئے تحفّظِ عظمتِ صحابہؓ کو نظرانداز کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سوادِ اعظم اہلِ سُنّت کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھیں تاکہ اُن کے ذریعے پرچمِ خلافتِ راشدہؓ بلند ہو جائے۔ آمین۔

خادم اہل السنۃ الاحقر مظہر حسین عفرلہٗ مہتمم مدرسہ اظہار الاسلام مدنی جامع مسجد چکوال و امیر تحریک خدام اہل سنت صوبہ پنجاب۔ یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

اصلی کلمۂ اسلام کا منکر کافر ہے

اتحادی فتنہ کا یہ دوسرا ایڈیشن مسلمانان اہل السنت والجماعت کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں ہم نے شیعہ مذہب کے بعض ان عقائد کی نشاندہی کی تھی جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سوادِ اعظم اہل السنت والجماعت اور شیعوں کے عقائد میں بنیادی اور اصولی اختلاف ہے۔ لیکن اب تو خود شیعوں نے یہ بھی اظہار کر دیا ہے کہ ان کا کلمہ بھی تمام امت مسلمہ کے متفقہ کلمۂ اسلام کے خلاف ہے چنانچہ وزارت تعلیم حکومتِ پاکستان کی طرف سے سنہ ۱۹۷۵ء میں سرکاری سکولوں کی جماعت نہم و دہم کی کتاب "اسلامیات لازمی" کے ٹیچروں کے لئے جو کتاب "رہنمائے اساتذہ" شائع ہوئی ہے اس کے حصہ دوم میں سنی طلبہ کے لئے توضیح اور اصلی کلمۂ اسلام لکھا ہوا ہے: یعنی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لیکن حصہ سوم میں شیعہ طلبہ کے لئے جو کلمۂ اسلام لکھا ہے وہ ملت اسلامیہ کے متفقہ کلمہ کے خلاف ہے، چنانچہ نصاب دینیات کی اس کتاب میں کلمہ کی تعریف اور تشریح کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ:۔ کلمہ۔ اسلام کے اقرار اور ایمان کے عہد کا نام ہے۔ کلمہ پڑھنے

سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ کلمہ میں توحید و رسالت ماننے کا اقرار اور امامت کے عقیدے کا اظہار ہے۔ ان عقیدوں کے مطابق عمل کرنے سے مسلمان مومن بنتا ہے" (رہنمائے اساتذہ ص۲۵) اس کے بعد کلمۂ اسلام یہ لکھا ہے:-

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہٗ بلا فصل

نتیجہ:- "رہنمائے اساتذہ" میں کلمہ کی مندرجہ تعریف اور تشریح سے یہ لازم آتا ہے کہ جو شخص کلمہ میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو پڑھتا ہے لیکن اس کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہٗ بلا فصل نہیں پڑھتا وہ نہ مومن ہے نہ مسلم بلکہ وہ کافر ہے کیونکہ مذکورہ کلمہ کی تعریف میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ "یہ کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔" لہذا جو شخص بھی شیعوں کا مندرجہ کلمۂ اسلام نہیں پڑھتا وہ کافر ہی رہے گا۔ خواہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہی رہے۔ العیاذ باللہ۔

اور اس بنا پر تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرنے والے بھی مومن و مسلم نہیں قرار دیئے جا سکتے خواہ وہ حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ ہوں یا حضرت عثمانؓ ذوالنورین، اور حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہوں یا حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت فاطمۃ الزہراء کیونکہ ان حضرات سے کسی نے بھی حضور رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لاتے وقت یہ کلمہ نہیں پڑھا جو شیعوں کے نزدیک کلمۂ اسلام ہے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو یہ کلمہ پڑھایا یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ رسالت اور خلفائے راشدین کے دورِ خلافت سے لے کر آج تک امت کے تمام علماء و صلحاء، واولیاء و اقطاب و مجتہدین و مجددین اور عامۃ المسلمین میں جو متفقہ کلمۂ اسلام چلا آرہا ہے وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ جس میں صرف توحید و رسالت کا اقرار ہے اور آج بھی حرمین شریفین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) میں یہی کلمۂ اسلام جاری ہے۔ اور اگر بالفرض شیعوں کے اس خود ساختہ کلمۂ اسلام کو صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر اس سے یہ لازم آتا ہے کہ العیاذ باللہ خود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحیح کلمۂ اسلام نہیں پڑھایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھی اعتراض آتا ہے کہ قرآن مجید میں کلمۂ اسلام کی دو جزوں کا تو ذکر فرمایا ہے یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا سورت محمدؐ میں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا سورت الفتح میں۔ لیکن کلمہ کی تیسری جز یعنی علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہٗ بلا فصل کا ذکر نہیں فرمایا۔ حالانکہ اس کے بغیر کلمۂ اسلام مکمل نہیں ہوتا۔ تو فرمائیے کہ شیعوں کا کلمۂ اسلام ماننے سے کتنی خرابیاں لازم آتی ہیں۔ کہ نہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کلمۂ اسلام قابلِ اعتماد رہ سکتا ہے اور نہ حضور رحمت للعالمینؐ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت

اور ختم نبوت یقینی اور قطعی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحیح کلمۂ اسلام ہی کی صحیح تبلیغ نہیں کر سکے جس پہ ایمان و اسلام مبنی ہے۔ تو دوسرے عقائد و مسائل بھی مشکوک ہو جاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بھی صحیح تبلیغ فرمائی ہے یا نہ۔

اصلی کلمۂ اسلام

ہم نے جو شبہات و اعتراضات پیش کئے ہیں وہ شیعوں کے زیر بحث من گھڑت کلمۂ اسلام پر وارد ہوتے ہیں۔ نہ کہ صحیح اور اصلی کلمۂ اسلام پر۔ کیونکہ اصلی کلمۂ اسلام کے الفاظ یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور کلمۂ اسلام کے ان کی تبلیغ بھی فرمائی، اور حضور کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بھی یہی کلمۂ اسلام پڑھا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مفتوحہ ممالک میں جو لوگ داخل اسلام ہوتے ہیں ان کو صحابۂ کرامؓ نے یہی کلمۂ اسلام پڑھایا ہے۔ اور شیعہ مذہب کی کتب حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ نے لوگوں کو یہی کلمۂ اسلام پڑھایا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے رسالہ "پاکستان میں کلمۂ اسلام کی تبدیلی کی ایک خطرناک سازش" میں بطور نمونہ شیعہ کتب حدیث اصول کافی وغیرہ سے پانچ روایات درج کر دی ہیں جن کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔

بعض تلبیسات کا ازالہ

ناواقف اہل سنت کے جواب میں بعض شیعہ علماء اپنی کتب حدیث سے وہ روایات پیش کر دیتے ہیں جن میں یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں آسمانوں پر تشریف لے گئے تو جنت میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؓ ولی اللہ لکھا ہوا دیکھا، یا عرش پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے، یا اذان کی کوئی روایت پیش کر دیتے ہیں، یا یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہلسنت ولی اللہ نہیں مانتے۔ تو ان سب کا جواب یہ ہے کہ (۱) بیشک تمام اہل سنت والجماعت حضرت علیؓ کو ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست مانتے ہیں لیکن کلمہ میں شیعوں کے نزدیک علی ولی اللہ کا معنی حضرت علی کا پہلا امام اور خلیفہ ہونا ہے۔ جیسا کہ دینیات حصہ اول مؤلفہ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ب) علی ولی اللہ سے شیعوں کی مراد اگر بالفرض بجائے اول خلیفہ کے اللہ کا دوست ہونا بھی ہو تو پھر بھی کلمۂ اسلام میں اس کا اقرار کرنا ناجائز ہے کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ میں یہ الفاظ نہیں پڑھائے۔ (۲) عرش اور جنت وغیرہ مقامات پر حضرت علی کے متعلق ولی اللہ یا خلیفۃ رسول اللہ کے الفاظ لکھے جانے کی سب روایات من گھڑت ہیں جن کی کوئی اصل نہیں لیکن بالفرض شیعہ مذہب میں یہ صحیح بھی ہوں تو بھی کلمۂ اسلام میں حضرت علی کے متعلق اس قسم کے الفاظ شامل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ اسلام میں سوائے توحید و رسالت کے اور کسی بات کا اقرار نہیں کرایا۔ یہاں اس مسئلہ میں بحث نہیں ہے کہ عرش اور جنت میں کونسے

الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ یا یہ کہ اذان میں علی ولی اللہ کہنا جائز ہے یا نہ۔ بلکہ زیر بحث مسئلہ صرف کلمۂ اسلام کا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کلمۂ اسلام لوگوں کو پڑھایا تھا اس میں یہ الفاظ ہیں یا نہیں ؟ جو شیعہ علماء نے کلمۂ اسلام میں شامل کئے ہیں اور ان کو کلمہ کا جز بناتے ہیں کہ اس کے بغیر کوئی شخص مومن و مسلم نہیں بن سکتا (۲) حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ، حضرت عیسیٰ روح اللہ اور تمام انبیاء سابقین برحق ہیں اور پہلی امتوں کے کلمۂ اسلام میں لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اس امت کے رسول کا نام ہوتا تھا۔ لیکن اس آخری امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے کلمہ میں لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ صرف محمدؐ رسول اللہ پڑھا جائے گا۔ اس میں ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ کا پڑھنا بھی بطور کلمۂ اسلام جائز نہیں ہوگا۔ حالانکہ یہ سب اللہ کے سچے رسول ہیں۔ تو کلمۂ اسلام میں علی ولی اللہ کے الفاظ کیونکر جائز ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ آپ نبی اور رسول بھی نہیں ہیں اور تمام انبیاء سابقین علیہم السلام حضرت علی سے افضل ہیں۔ اسی طرح کلمۂ اسلام میں خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے ناموں کا شامل کرنا بھی جائز نہیں ہے حالانکہ ان میں حضرت صدیق اکبرؓ برحق خلیفہ اوّل اور امام الخلفاء ہیں۔

اصلی کلمۂ اسلام کا منکر کافر ہے

جب یہ قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ کلمۂ اسلام میں صرف توحید و رسالت کا اقرار پایا جاتا ہے، اور تمام ملت اسلامیہ کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمۂ اسلام ہونے پر اجماع ہے تو جو شخص بھی (شیعہ ہو یا کوئی اور) اس میں کمی بیشی کریگا وہ اصلی کلمۂ اسلام کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ مثلاً (۱) حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن مجید اپنی امت کے لئے چھوڑ گئے ہیں وہ الحمد سے لے کر والناس تک تمام عالم اسلام میں پھیلا ہوا ہے اور اس قرآن کے ہزاروں لاکھوں حفاظ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن مجید میں تبدیلی ہو گئی ہے، کئی سورتیں اور آیتیں قرآن مجید سے نکال دی گئی ہیں اور کئی خود ساختہ سورتیں اور آیتیں اس میں شامل کر دی گئی ہیں تو یہ شخص اصلی قرآن کا منکر ہونے کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔ (۲) حضرت آدم علیہ السلام سے سلسلۂ نبوت جاری ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ حضورؐ خاتم النبیین ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت خاتم النبیینؐ تک تمام انبیاء کرام کو سچا مانتا ہے لیکن ان کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبی مانتا ہے اور ایمان و اسلام کے لئے مرزا قادیانی کو نبی ماننا ضروری قرار دیتا ہے تو یہ شخص بھی قطعی کافر ہوگا مثلاً قادیانی مرزائی بلکہ وہ شخص بھی کافر ہو جائے گا جو مرزا قادیانی کو بظاہر نبی نہیں مانتا اور صرف مصلح مانتا ہے مثلاً لاہوری مرزائی اسی بنا پر تمام علمائے

اسلام نے مرزا قادیانی کو نبی یا مصلح و مجدد ماننے والوں کی تکفیر کی ہے۔ اور آئین پاکستان میں بھی مرزائیوں کو (قادیانی ہوں یا لاہوری) غیر مسلم قرار دیدیا ہے۔ (۳) اسی طرح جو کلمۂ اسلام رحمت للعالمینؐ سے لے کر آج قطعی طور پر ثابت ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس میں اگر کوئی کمی کرے یعنی یہ کہے کہ کلمۂ اسلام صرف لا الٰہ الا اللہ ہے یا کلمہ صرف محمد رسول اللہ ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اس متفقہ اور اصلی کلمۂ اسلام میں جو شخص بھی اضافہ کرے خواہ وہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل کے الفاظ شامل کرے یا کوئی اور تو وہ بھی بوجہ اصلی اور قطعی کلمۂ اسلام کے نامکمل اور ناکافی ماننے کے کلمۂ اسلام کا منکر اور کافر قرار دیا جائے گا اور اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہوگی، یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ خلافت و امامت کے مسائل اسلام میں داخل ہونے کے بعد کے ہیں اور جس شخص کا کلمۂ اسلام ہی صحیح نہیں ہے اور وہ ابھی تک اسلام میں داخل ہی نہیں ہوا اس کو کسی طرح بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ بحث کرے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اول خلیفہ برحق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں یا حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام اور تمام اہل السنت والجماعت کو اصلی کلمۂ اسلام

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وما علینا الا البلاغ

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

۱۲/ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

(شاہ اینڈ سنز پریس پرنٹرز لاہور)

بشارت الدارین بالصبر علیٰ شہادت الحسینؓ

مُصنّفہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر خدام اہل السنت والجماعت

صوبہ پنجاب

شیعان تلہ گنگ کی طرف سے ایک پمفلٹ بنام "ہم ماتم کیوں کرتے ہیں؟" شائع کیا گیا تھا جس کے جواب میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ نے ایک کتابچہ بنام "ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟" تصنیف کی جس میں قرآنی آیات واحادیث واقوالِ ائمہ سے ۱۰۰ دلائل ماتم مروجہ کے حرام ہونے پر نہایت تحقیق کے ساتھ پیش کئے اور اہل تشیع کی طرف سے پیش کردہ ۱۰۸ دلائل کا نمبر وار دندان شکن جواب دیا جس کے جواب میں شیعانِ چکوال نے ایک کتاب بنام "فلاح الکونین فی عزاء الحسینؓ" ۸/۲۲×۱۸ کے سائز میں ۱۴۲ صفحات پر مشتمل شائع کی پھر اس کے جواب الجواب میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے یہ ضخیم کتاب مستطاب بنام "بشارت الدارین بالصبر علیٰ شہادت الحسینؓ" تصنیف فرمائی ہے جو مسئلہ ماتم پر ایک مفصل و مدلل کتاب ہے۔ علمی جواہر پارے جو "بشارت الدارین" کے نام سے منظر عام پر آچکے ہیں، کسی طویل تمہید وتعارف کے محتاج نہیں۔ اس کتاب میں امام عالی مقام حضرت حسینؓ کے نام پر ماتمی مجالس، ماتمی جلوسوں اور مروجہ ہنگامہ آرائیوں کی حرمت کو شرعی دلائل سے ثابت کر کے حضرت امام حسینؓ اور خاندان نبوتؐ کے صبر وثبات کا راستہ دکھایا گیا ہے۔ اس کتاب میں "ماتمی تحریک کی ابتداء وانتہاء" اور "اہل السنت والجماعت کی وجہ تسمیہ اور اس کا ثبوت" بڑے اہم مضامین ہیں۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ کرامؓ اور خلفائے عظام پر روافض کے عائد کردہ بہتانات کا مدلل جواب دے کر تحفظ ناموس صحابہؓ کا فریضہ ادا کیا گیا ہے۔ مذہب اہل سنت کی حقانیت پر ایک اہم مدلل تصنیف ہے جس کا مطالعہ ہر سنی مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ نیز بشارت الدارین کے آخر میں ایک رسالہ ماتمی مجتہد محمد حسین ڈھکو کی کتاب "تجلیات صداقت" پر اجمالی نظر بھی شامل ہے، اور ڈھکو صاحب کی جہالتیں اور علمی خیانتیں ثابت کی گئی ہیں اور یہ کتاب علیحدہ بھی شائع ہو گئی ہے۔

صفحات ۶۱۷ - سائز کلاں - قیمت ۲۵ روپے - سنی طلبہ کیلئے رعایتی قیمت ۱۵ روپے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ:

- دفتر تحریک خدام اہل السنت والجماعت، مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم فون ۱۵۸
- دفتر تحریک خدام اہل السنت والجماعت، جامع مسجد نوابدین کرم آباد وحدت روڈ لاہور
- دفتر تحریک خدام اہل السنت والجماعت، جامع مسجد گنبد والی جہلم فون نمبر ۳۷۴۵
- مکتبہ عثمانیہ ہرنولی ضلع میانوالی

تحریک خدام اہل السنت والجماعت کا لٹریچر

آفتاب ہدایت	حضرت مولانا کرم دین صاحب دبیر	۱۲٫۰۰
بشارت الدارین بالصبر شہادت الحسینؓ	حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب	۲۵٫۰۰
ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟	" " "	۱٫۲۵
مودودی مذہب	" " "	۳٫۰۰
خدام اہل السنت والجماعت کی دعوت	" " "	۰٫۲۵
اتحادی فتنہ	" " "	۲٫۲۵
کلمہ اسلام	" " "	—
خلفائے راشدین	امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ	۷٫۰۰
سلاسل طیبہ	شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ	۴٫۰۰
مودودی دستور و عقائد کی حقیقت	"	۳٫۲۵

اس کے علاوہ دیگر ہر قسم کی اعتقادی، عملی، مذہبی اصلاحی کتب اور رسائل و چارٹ ہمارے مکتبہ سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

مکتبہ عثمانیہ ہر نولی

نزد مدرسہ اشرف العلوم ہر نولی ضلع میانوالی

قیمت: ۲٫۲۵ روپے

حق چار یار

مصنف عبدالکریم مشتاق کے دس سوالات کا جواب

سنی مذہب حق ہے

[illegible] قاضی مظہر حسین [illegible]

شائع کردہ

تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان